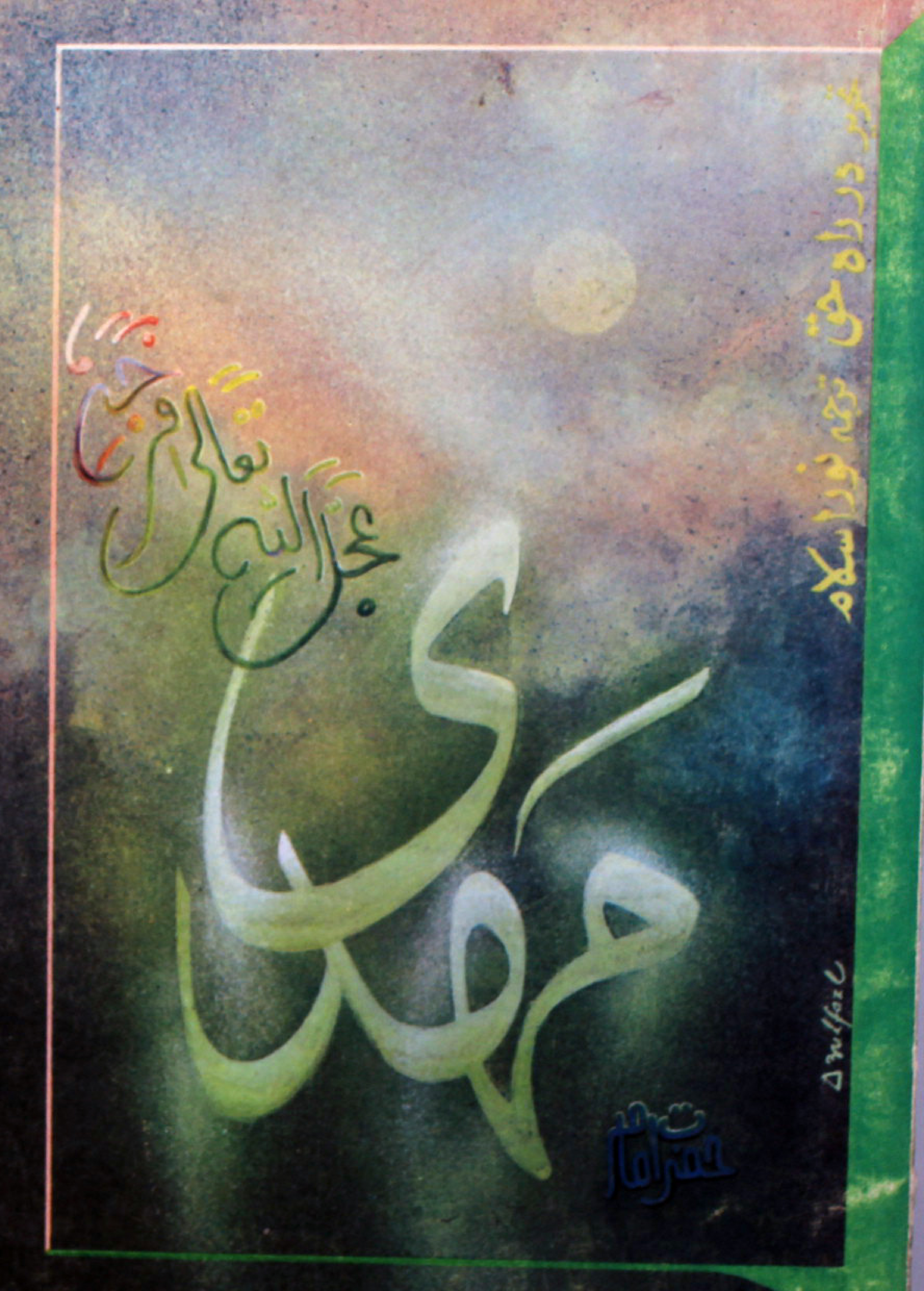

تحریر در راہ حق ترجمہ نور اسلام
حضرت امام
مہدی
عجل اللہ تعالیٰ فرجہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السلام علی المہدی ع

بارھویں امام

حضرت مہدی

علیہ السلام

تحریر :۔ "دَر راہِ حق" قم - ایران

ترجمہ :۔ "نورِ اسلام"۔ امامباڑہ، فیض آباد

ناشر

نورِ اسلام ـــــ امام باڑہ ـــــ فیض آباد یوپی

نام کتاب	ـــــ	بارھویں امام حضرت مہدی علیہ السلام
تحریر	ـــــ	"در راہِ حق" قم - ایران
ترجمہ	ـــــ	نورِ اسلام - امامباڑہ - فیض آباد
ناشر	ـــــ	نورِ اسلام " "
طباعت	ـــــ	سلمان فارسی پریس قم - ایران
کتابت	ـــــ	حسن اختر - لکھنؤ
سرورق	ـــــ	ابوالفضل حامد حسن، دہلی
صفحات	ـــــ	۸۸
سالِ طباعت	ـــــ	۱۴۰۶ ہجری - ۱۹۸۶ عیسوی

انتساب

وہ زمین و آسمان کے درمیان سببِ مُتصل
وہ چہرۂ خدا جس کی طرف اولیاء توجہ کریں
وہ بابِ خدا جس سے لوگوں کی مرادیں پوری ہوں

بقیۃ اللہ
حُجتِ خدا
دلبندِ مُصطفےٰؐ
فرزندِ مُرتضےٰؑ
نُورِ چشمِ زہراؑ
مُنتقمِ خونِ سیدالشہداءؑ

مرکزِ پرکارِ وجود
خدا کی آخری حُجت
حضرت مہدی آخرالزماںؑ
(خدا ان کے ظہور میں تعجیل کرے)

کی خدمت میں
ظہور کے مشتاقانہ انتظار کے ساتھ۔

ادنیٰ خادم ______________

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بارھویں امام

حضرت حجۃ ابن الحسن المہدی علیہ السلام

وَلَقَدْ كَتَبْنَا
فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ
يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ

توریت کے بعد زبور میں بھی
ہم نے یہ لکھا کہ ہمارے نیکو کار بندے زمین کے وارث
ہوں گے۔

——— قرآن کریم
(سورہ انبیاء آیۃ ۱۰۵)

ابتدائیہ

صدیوں کے پردے سے، صبر کے کوہسار کی طرح، توسنِ عزم پر سوار آرہا ہے —— ظالموں کی سرکوبی کی خاطر —— اس کے آسمانی ہاتھوں میں تلوار چمک رہی ہے، اور فرزندانِ قرآن کے لئے ہدایت دمک رہی ہے۔ آئے گا اس طرح جس طرح اندھیری رات میں شہابِ ثاقب۔ آئے گا اس طرح جس طرح خوف و ہراس کے جنگل میں قد آور صداقت۔ سر پر محمدؐ کا عمامہ بدن پر محمدؐ کا پیراہن، پاؤں میں محمدؐ کی نعلین، سینے میں محمدؐ کا قرآن، ہاتھوں میں علیؑ کی شمشیر، اور محبّتِ زہراؑ، صبرِ حسنؑ، شجاعتِ حسینؑ، عبادتِ سجادؑ، علمِ باقرؑ، صدقِ صادقؑ، بردباریٔ کاظمؑ، خوشنودیٔ رضاؑ، ہدایتِ ہادیؑ، ہیبتِ عسکریؑ کو اپنے ساتھ لائے گا۔

سراپا نبوت و ولایت کی جلوہ گری، تمام انبیاء کی پیغمبری، حضرت آدمؑ کی طرح جدید آدمیت کی بنیاد رکھے گا۔ نوحؑ کی طرح ہزاروں سال کی زحمتوں کا بار پشت پر، خدا کو کافروں کے مقابلے کے لئے آواز دے گا۔ ابراہیمؑ کی طرح توحید کی آواز بلند کرے گا اور بتوں کو سرنگوں کرے گا —— موسیٰؑ کی طرح ستم گر فرعونیوں پر حملہ کرے گا۔ عیسیٰؑ کی طرح مُردہ انسانیت کو زندہ کرے گا، اور محمدؐ کی طرح سارے عالم کو فلاح و بہبود کی صلائے عام دے گا۔

حقِ ازلی کی عبادت کا آئینہ دار، جب نماز کے لئے کھڑا ہو گا، پیغمبروں کی وحی کی طرح موعظہ اس کی باتوں میں نمودار ہو گا۔ اس کی آواز صدیوں کا سینہ چاک کر دے گی اور اس کی

شمشیر آبدار فرعونیوں کو اہرام نابودی میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن کر دے گی۔

——— جس کا قیام قیامت کے ہم پلہ ہے۔ دنیا میں ایک قیامت برپا کر دے گا

——— جس کا ظہور دیانت کا مظہر ہے۔ دین کو ساری دنیا میں پھیلائے گا

——— جس کے ہاتھ امامت کے پُر برکت کی شاخیں ہیں۔ زمین کو آسمان سے ملا دے گا

——— جس کی باتیں وحی خدا کی ہم وزن ہیں۔ فرشتوں کو انسان کی برابری کی دعوت دے گا۔

——— جب قیام کرے گا، ضلالت کو خاک میں ملا دے گا۔

——— جب سربلند کرے گا، ہدایت استوار کرے گا۔

جس کا قیام تباہیوں کی انتہا ہے۔ جس کا نام ظلم و جور کی موت ہے۔ جس کا آغاز جابروں کا انجام ہے۔ جس کا دوام صلاح کاروں کا استمرار۔ جس کی غیبت ستم دیدہ عاشقوں کی شب دیجور، جس کا ظہور جاں بلب مجبوں کی صبح درخشاں۔

ساری دنیا میں اللہ کی حکومت اللہ کے اذن سے قائم کرے گا۔ خلافت انسان کے عمیق اور ناشناختہ مفہوم کو آشکار کرے گا۔ جس کا وجود اللہ کی عظیم نشانی۔ جس کی غیبت علم غیب کی تفسیر۔ جس کا ظہور قیامت کی پیشین گوئی، جس کا قیام ذمہ داریوں اور جہاد کی تفسیر، جس کا کلام قرآن کی تاویل۔ جس کی نگاہ گم شدہ لوگوں پر پیغمبرانہ محبت کا آبشار۔

وہی ہے جو دین کے کارواں کو منزل مقصود تک پہنچائے گا۔ پیغمبروں کے پیغام اور ان کی زحمتوں کو ثمر بار کرے گا۔

مختصر حالات

ان کا نام۔ ائمہ معصومین علیہم السّلام نے اپنے پیروکاروں کو امام قائمؑ کا نام لینے سے منع فرمایا ہے بس اسی قدر فرمایا ہے کہ وہ پیغمبر اسلامؐ کے ہم نام ہیں اور ان کی کنیت بھی پیغمبرؐ کی کنیت[1] ہے۔ اور جائز نہیں ہے کہ ظہور سے پہلے باقاعدہ اور علانیہ ان کا نام لیا جائے۔ (۲)

اُن کا لقب۔ آنحضرت کے مشہور القاب یہ ہیں "مَهدِیْ"۔ "قَائِم"۔ "حُجّت" اور "بَقِیّۃُ الله"۔

ان کے وَالدِ بُزرگوار:۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

ان کی وَالدہ:۔ قیصر روم کی پوتی "نرجس"

تاریخ پیدائش:۔ جمعہ ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ ہجری

پیدائش کی جگہ:۔ عراق کا شہر "سامراء"

عمرِ مُبارک:۔ اس وقت ۱۴۰۶ھ تک ایک ہزار ایک سو اکیاون برس (۱۱۵۱)۔ اور جب تک خدا چاہے گا زندہ رہیں گے اور جس دن خدا حکم دے گا ظہور فرمائیں گے۔ اور دُنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔

دوسرے مذاہب اور عقیدۂ حضرت مہدیؑ

حضرت مہدی موعود علیہ السلام کا عقیدہ یعنی الٰہی اور عالمی مصلح کا عقیدہ بہت سے دوسرے مذاہب اور ادیان میں بھی پایا جاتا ہے۔ نہ صرف شیعہ بلکہ اہلِ سُنّت اور دوسرے ادیان جیسے یہود اور

نصاریٰ، زردشت، ہندو..... میں بھی ایک الٰہی مصلح کا ذکر ہے اور ہر ایک اس مصلح کے ظہور کا انتظار کر رہا ہے۔

ہندو مذہب کی کتاب **وید** جسے وہ آسمانی کتاب سمجھتے ہیں' اس میں ہے: "دنیا کی خرابی و بربادی کے بعد آخر زمان میں ایک بادشاہ پیدا ہوگا، جو خلائق کا پیشوا ہوگا اور اس کا نام **منصور** (۳) ہوگا۔ ساری دنیا کو اپنے دین کا پابند بنائے گا۔ مومن اور کافر کے درمیان امتیاز قائم کرے گا اور جو خدا سے چاہے گا، ملے گا۔" (۴)

زردشت کے شاگرد "جاماسب" کی کتاب میں مذکور ہے کہ تازیوں کی سرزمین سے ہاشم کے فرزندوں میں سے ایک شخص ظاہر ہوگا جس کا سر بڑا ہوگا، بدن بڑا ہوگا اور پنڈلیاں بڑی ہوں گی۔ اپنے جد کے دین پر قائم ہوگا۔ ایک بڑی فوج کے ساتھ ایران کا رُخ کرے گا، اور اس کو آباد کرے گا۔ زمین کو عدل و انصاف سے بھرے گا، اور یہ اس کے عدل و انصاف کا اثر ہوگا کہ بھیڑیا اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پئیں گے۔ (۵)

زردشتیوں کی مذہبی کتاب "زند" میں یہ تذکرہ ہے کہ "اس وقت یزدان کی طرف سے بڑی کامیابی نصیب ہوگی اور اہرمنوں کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا۔ اہرمنوں کا سارا اقتدار زمین پر ہے۔ آسمان تک ان کی رسائی نہیں ہے۔ یزدان کی کامیابی اور اہرمنوں کی مکمل شکست کے بعد یہ دنیا اپنی اصلی سعادت کو حاصل کرلے گی اور فرزند آدم خوش بختی کے تخت پر جلوہ افروز ہوگا۔" (۶)

توریت کے سفر تکوین میں جناب اسمٰعیلؑ کی نسل کے بارہ اماموں کے بارے میں یہ بات کہی گئی ہے کہ "اسمٰعیلؑ کے حق میں تمہاری دعا قبول ہوئی اور اس کو بابرکت قرار دیا، اس کو نسلِ کثیر عطا کی، اس سے بارہ رہبر متولد ہوں گے اور اس کی اُمت بڑی عظیم ہوگی۔ (۷)

جناب داؤد کی مزامیر میں ہے کہ:

"نیکو کاروں کی خدا تائید کرے گا۔ نیکو کار زمین کے وارث ہوں گے اور وہ اس میں

ہمیشہ رہیں گے۔" (۸)

قرآن کریم میں بھی یہ تذکرہ ہے کہ :۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ط (۹)

"داؤدؑ[۱۰] کی زبور کے بعد ذکر (توریت[۱۱]) میں یہ بات ہم نے لکھ دی ہے کہ ہمارے نیکوکار بندے زمین کے وارث ہوں گے۔"

قرآن کریم میں یہ بھی ارشاد ہے کہ :۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ط (۱۲)

"تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال انجام دیے ہیں، ان سے خدا نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ انھیں زمین پر خلیفہ اور جانشین قرار دے گا جس طرح ان سے پہلے خلیفہ اور جانشین مقرر کیے ہیں۔ جو دین اللہ نے ان کے لیے پسند کیا ہے اسے قائم رکھے گا تاکہ وہ میری عبادت کریں اور کسی کو میرا شریک قرار نہ دیں۔"

قرآن کریم میں یہ بھی ارشاد ہے کہ :۔

وَنُرِيدُ أَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ۝ (۱۳)

"اور ہم نے یہ ارادہ کیا ہے کہ ان لوگوں پر احسان کرتے ہوئے، جو زمین میں کمزور بنا دیے گئے رہیں انھیں امام اور زمین کا وارث بنائیں گے۔"

اس طرح کی آیات سے، جس کا ایک نمونہ پیش کیا گیا، یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ انجام کار دنیا کا نظم و نسق خدا کے صالح بندوں کے ہاتھوں میں ہوگا۔ یہ میراث ان کو ملے گی اور وہی اس دنیا کے رہبر اور پیشوا ہوں گے۔ اگر انسان صراط مستقیم سے ہٹ گیا اور خدا کے راستے سے منحرف ہوگیا ہے، گویا پستیوں کی آخری منزل تک پہونچ گیا ہے۔ لیکن عنقریب اس انسان کا ضمیر بیدار ہوگا، اور اسے بات کا احساس ہوگا کہ طاقت و قوت کے بل بوتے، اپنے علم و ٹکنالوجی پر بے انتہا بھروسے اور جدید مادی علوم سے دنیا کا نظام سدھرنے والا نہیں ہے اور یہ چیزیں کائنات میں عدل و انصاف قائم نہیں کرسکتی ہیں۔ اب اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے کہ تمام چیزوں کو ایمان، وحی اور ولایت الٰہی کے سایہ میں استوار کیا جائے، اور ایک الٰہی اور عالمی رہبر کی رہبری میں گرداب ہلاکت سے نجات حاصل کی جائے اور ارتقار کی منزلیں طے کی جائیں تاکہ ایک ایسی عالمی حکومت قائم ہوسکے جو عدل و انصاف، امن و امان اور صدق و صفا کی بنیادوں پر قائم ہو۔

اسلامی روایات اور عقیدۂ حضرت مہدیؑ عج

پیغمبر اسلام صؐ اور ائمہ علیہم السلام نے بارہا حضرت امام مہدی علیہ السلام، ان کا ظہور، ان کی طولانی غیبت اور ان کی مختلف خصوصیات کے بارے میں ہر موقع و مناسبت سے حدیثیں بیان فرمائی ہیں۔ ان کے اصحاب اور ان کے پیروکاروں کی کثیر تعداد نے یہ روایتیں نقل کی ہیں۔ کتاب

"الامام المہدی" کے مؤلف نے اصحاب پیغمبرؐ میں پچاس اصحاب اور تابعین میں بھی پچاس تابعین کے ناموں کا تذکرہ کیا ہے جنھوں نے حضرت امام مہدیؑ کے سلسلے میں پیغمبر اسلام صلعم سے احادیث نقل کی ہیں۔ (۱۴)

مشہور و معروف شعرائے کرام نے ان حدیثوں کے مضامین امام مہدی کی ولادت سے دسیوں سال پیشتر اپنے اشعار میں نظم کیے ہیں۔

مشہور و معروف شیعہ شاعر "کمیت" (انتقال ۱۲۶ ہجری) نے امام محمد باقر علیہ السّلام کے سامنے اشعار پڑھے جس میں امام مہدیؑ کے قیام اور ان کے ظہور کا تذکرہ تھا۔ (۱۵)

"اسماعیل حمیری" (انتقال ۱۷۳ ہجری) جب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہدایت پائی۔ اس وقت ایک طولانی قصیدہ پڑھا جس کے بعض اشعار یہ ہیں:-

وَاشهدُ ربّی انّ قولکَ حجّۃٌ
عَلی الخلق طرًّا مِنْ مُطیعٍ وَمُذنبٍ
بِاَنَّ ولِیَّ الاَمرِ وَالقائمَ الّذی
تَطلّعَ نَفسِی نَحوَہُ بِتَطرّبٍ
لَہٗ غیبۃٌ لابدّ مِن اَنْ یَغیبَھا
فَصلّی علیہ اللّٰہ مِنْ مُتَغیّبٍ
فَیَمکثُ حیناً ثُمّ یَظھر حینہٗ
فَیملأُ عدلاً کلّ شرقٍ وَمغربٍ (۱۶)

"میں اپنے پروردگار کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ آپ کا (حضرت جعفر صادق علیہ السلام کا) قول ہر ایک کے لئے حجّت ہے، خواہ وہ مطیع و فرمانبردار ہو یا نافرمان و گنہگار۔ (انھوں نے فرمایا) کہ ولی امر اور قائم۔ کہ جس کے لئے دل وجان سے مشتاق ہوں، ان کیلئے ایک غیبت ہے جس میں وہ نگاہوں سے پوشیدہ ہو جائیں گے۔ خدا کا درود و سلام ہو

اس امام غائب پر۔
ایک مدّت تک غیبت کے پردے میں رہیں گے اور پھر ظہور فرمائیں گے اور مشرق و مغرب کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے"۔
تیسری صدی ہجری کے مشہور شاعر "دعبل خزاعی" (انتقال ۲۴۶ھ) نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں ایک قصیدہ پڑھا، جس کے بعض اشعار یہ ہیں:۔

فَلَوْلَا الَّذِی اَرْجُوْہُ فِی الْیَوْمِ اَوْغَدٍ
تَقَطَّعَ نَفْسِی اَثْرَھُمْ حَسَرَاتٍ
خُرُوْجُ اِمَامٍ لَا مَحَالَۃَ خَارِجٌ
یَقُوْمُ عَلٰی اِسْمِ اللہِ وَالْبَرَکَاتِ
یُمَیِّزُ فِیْنَا کُلَّ حَقٍّ وَبَاطِلٍ
وَیَجْزِیْ عَلَی النَّعْمَاءِ وَالنَّقَمَاتِ (۱۷)

"آج اور کل جس چیز کے وقوع کی اُمید ہے، اگر یہ اُمید نہ ہوتی تو اہلِ بیت علیہم السّلام کے اندوہ و غم سے میرا دل پارہ پارہ ہو جاتا۔
اور وہ اُمّید امامِ قائم ہے کہ یقیناً وہ قیام کریں گے۔ خدا کے نام اور اس کی برکتوں کے ساتھ قیام فرمائیں گے۔
اور وہ حق و باطل کو ایک دوسرے سے الگ کر دیں گے اور جزا و سزا دیں گے"۔
جب دعبل ان اشعار تک پہونچے تو امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ "اے خزاعی! جبرئیلؑ نے تمھاری زبان پر جاری کئے ہیں"۔ اس کے بعد امامؑ نے فرمایا "جانتے ہو کہ وہ امام کون ہیں۔؟
دعبل نے کہا۔ "نہیں معلوم۔ بس اتنا سُنا ہے کہ آپ کی نسل سے ایک امام ظاہر ہوں گے جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے"۔
امامؑ نے فرمایا۔" اے دعبل! میرے بعد میرا فرزند محمّدؑ (امام محمد تقیؑ) ان کے بعد ان کے فرزند

علی (امام نقیؑ) ان کے بعد ان کے فرزند حسنؑ (امام عسکریؑ) امام ہوں گے اور حسنؑ کے بعد ان کے فرزند حجت قائم امامؑ ہوں گے، کہ ان کی غیبت میں ان کا انتظار کیا جائے گا اور جب ظہور فرمائیں گے تو ہر ایک پر ان کا حکم نافذ ہوگا۔ اگر دُنیا کا صرف ایک دن باقی رہ جائے گا تو خدا اس دن کو اتنا زیادہ طولانی کردے گا کہ امام قائم کا ظہور ہو، اور وہ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دیں جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری تھی۔" (۱۸)

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے شعراء گزرے ہیں جو ائمہ علیہم السلام کے معاصر تھے، یا ان کے شاگردوں کے معاصر تھے، جنھوں نے اپنے اشعار میں صراحتاً یا اشارۃً امام مہدی ارواحنا فداہ کا تذکرہ کیا ہے (۱۹) اور اکثر یہ ہوتا تھا کہ یہ لوگ ائمہ علیہم السّلام سے دریافت کرتے تھے، کہ "قائم آل محمدؐ" اور "مہدی منتظر" آپ ہیں۔؟ اس وقت ائمہ علیہم السلام موقع و مناسبت سے امام قائم علیہ السّلام کے بارے میں بیانات ارشاد فرماتے تھے۔

یہ ان حدیثوں کی بے پناہ شہرت کا اثر تھا کہ حضرت امام زمانؑ کی ولادت سے بہت پہلے بہت سے جھوٹے دعویدار پیدا ہوئے جنھوں نے خود مہدی ہونے کا دعویٰ کیا، یا ان کی طرف اس طرح کی باتوں کی نسبت دی گئی اور اس سے غلط فائدہ اُٹھایا گیا جیسے "فرقہ کیسانیہ" جو امام زمان علیہ السلام کی ولادت سے دو صدی پہلے وجود میں آیا۔ یہ لوگ "محمد حنفیہ" کو امام اور "مہدی منتظر" خیال کرتے تھے، اور اس بات کے معتقد تھے کہ وہ نگاہوں سے غائب ہو گئے ہیں اور ایک دن ضرور ظاہر ہوں گے، اور اپنے دعویٰ کے ثبوت کے لئے ان حدیثوں سے تمسک کرتے تھے جو پیغمبر اسلامؐ اور ائمہ علیہم السلام سے امام غائب کے بارے میں نقل ہوئی ہیں۔ (۲۰)

عباسی خلیفہ مہدی نے خود کو "مہدی" نام دیا، تاکہ اس بہانے لوگوں کے مذہبی جذبات سے فائدہ اٹھا سکے۔

علمائے اہل سُنّت اور علمائے اہل شیعہ کی کثیر تعداد نے اپنی اپنی کتابوں میں ان حدیثوں کو جمع کیا ہے جو حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں نقل ہوئی ہیں۔ "مسند احمد بن حنبل" (۲۴۱ھ

میں انتقال کیا)، صحیح بخاری (وفات ۲۵۶ ہجری) اہلِ سُنّت کی بے پناہ معتبر کتابیں ہیں، اور یہ دونوں کتابیں امام زمانہ علیہ السلام کی ولادت سے پہلے لکھی گئی ہیں، ان دونوں کتابوں میں حضرت سے متعلق حدیثیں موجود ہیں۔ (۲۱-۲۲)

شیعہ کتابوں میں "حسن بن محبوب" کی کتاب "مشیخہ" جس کے بارے میں طبرسی مرحوم کا قول یہ ہے کہ یہ کتاب امام زماں علیہ السّلام کی غیبتِ کبریٰ سے سو سال پہلے لکھی گئی ہے۔ اس کتاب میں غیبت سے متعلق حدیثیں موجود ہیں۔ (۲۳) طبرسی مرحوم اس بات کی بھی وضاحت فرماتے ہیں کہ شیعہ محدثین کی وہ کتابیں جو امام محمدؑ باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کے زمانے میں لکھی گئی ہیں، ان کتابوں میں بھی غیبت کی روایتیں موجود ہیں (۲۴)

اس کے علاوہ شیعہ اور سنی علمار نے حضرت مہدی علیہ السلام سے متعلق مستقل کتابیں لکھی ہیں (۲۵) ان میں سے بعض کتابیں حضرت امام زمانہؑ کی ولادت سے قبل لکھی گئی ہیں۔ اہلسنّت کے مشہور عالم رواجنی (وفات ۲۵۰ ہجری) نے "اخبار المہدی" امام کی ولادت سے پہلے لکھی ہے۔ (۲۶) ائمہ علیہم السلام کے بعض اصحاب جیسے "انماطی" اور "محمد بن الحسن بن جمہور" نے امام زمانہؑ کی ولادت اور غیبت سے پہلے حضرت اور ان کی غیبت کے موضوع پر کتابیں لکھی ہیں۔ (۲۷)

حضرت مہدی علیہ السلام اور ان سے متعلق موضوعات پر اتنی کثرت سے روایتیں موجود ہیں کہ اسلامی مسائل میں بہت کم ایسے موضوعات ہیں جن میں روایات کی تعداد اتنی زیادہ ہو۔ ان روایتوں کا یقینی ہونا شیعہ اور سُنی علمار کے درمیان بالکل قطعی ہے۔ علمائے شیعہ کے علاوہ اہلِ سنت کے بہت سے علمار ایسے ہیں جنھوں نے ان روایتوں کو متواتر قرار دیا ہے۔ (۲۸)

منجملہ ان علمار کے "سنجری" (وفات ۳۶۳ ہجری) اپنی کتاب مناقب الشافعی میں لکھتے ہیں کہ وہ حدیثیں جو حضرت مہدی علیہ السّلام کے بارے میں رسُولِ خداؐ سے نقل ہوئی ہیں، وہ متواتر ہیں۔ (۲۹)

کتاب امام مہدی کے مؤلف لکھتے ہیں کہ: "اگر وہ روایتیں شمار کی جائیں جو شیعہ اور سنّی علماء نے نقل کی ہیں تو حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں چھ ہزار روایتیں ملتی ہیں۔ یقیناً یہ ایک بڑی تعداد ہے۔ اسلام کے وہ بدیہی موضوعات جن پر تمام مسلمانوں کو اتفاق ہے، ان موضوعات میں بھی اتنی کثرت سے روایتیں نہیں ہیں۔ (۳۰)

لہٰذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ مسلمان ابتدار اسلام سے مہدی منتظر اور ان کے ظہور سے واقف تھے، خاص کر شیعہ جو درس گاہ اہل بیت علیہم السلام کے پروردہ ہیں وہ اس حقیقت کے باقاعدہ معترف تھے اور ہمیشہ حضرت کی ولادت کا انتظار کرتے رہے۔

حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں جو حدیثیں وارد ہوئی ہیں ان میں اس بات کی باقاعدہ وضاحت کی گئی ہے کہ حضرت مہدی بنی ہاشم سے ہیں، فاطمہ زہراؑ کے فرزند ہیں اور حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی نسل سے ہیں۔ ان کے والد کا نام "حسن" ہے اور وہ خود پیغمبرؐ خدا کے ہم نام ہیں اور ان کی کنیت بھی پیغمبرؐ کی کنیت ہے۔ پوشیدہ طور سے ولادت ہوگی اور پوشیدہ زندگی بسر کریں گے۔ ان کے لئے دو غیبتیں ہیں، ایک مختصر اور دوسرے طولانی اور جب تک خدا چاہے گا وہ لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رہیں گے اور جب خدا کا حکم ہوگا ظاہر ہوں گے اور قیام فرمائیں گے، دین اسلام کو ساری دنیا میں پھیلادیں گے۔ وہ دنیا جو ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی اس کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔

ان روایتوں میں حضرت امام زماں علیہ السلام کی شخصی اور جسمی خصوصیتیں تک بیان کی گئی ہیں اور امام سے متعلق بہت ساری باتیں ان روایتوں میں مذکور ہیں۔ ذیل میں بطور نمونہ چند روایتوں کا تذکرہ کریں گے۔

اہلِ سنّت کی روایتیں

(۱) پیغمبر اسلامؐ نے حضرت مہدیؑ کے یقینی ہونے کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ:

"اگر اس دنیا کی زندگی کا صرف ایک دن باقی رہ جائے گا، خدا ہم میں سے ایک مرد کو بھیجے گا جو دُنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے گا، جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی"۔ (۳۱)

(۲) رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک میرے اہل بیت کا ایک مرد امور کو اپنے ہاتھوں میں نہ لے لے۔ اور اس کا نام میرا نام ہے۔" (۳۲)

(۳) رسُول خداؐ نے ارشاد فرمایا کہ: "یقیناً میرے بعد علی اس امت کے امام ہیں اور قائمُ منتظر (ان کی نسل سے ہیں) جس وقت وہ ظاہر ہوں گے، دُنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی. قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے بشیر (بشارت دینے والا) اور نذیر (ڈرانے والا) بنا کر بھیجا، یقیناً وہ افراد جو اس کی غیبت میں ثابت قدم رہیں گے وہ اکسیر کی طرح نایاب ہیں"۔

اس وقت جابر کھڑے ہوئے اور عرض کیا" اے رسُول خدا! کیا آپ کے فرزند قائمؑ کے لئے غیبت بھی ہے۔؟"

فرمایا، ہاں۔ میرے پروردگار کی قسم! مومنوں کا امتحان ہوگا وہ خالص قرار دیئے جائیں گے اور کفار ہلاک ہوں گے۔ اے جابر! یہ اللہ کے امور میں ایک امرِ راز وں میں ایک راز ہے جس کو اس نے اپنے بندوں سے پوشیدہ رکھا ہے۔ اس میں شک کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ خداوند بزرگ و برتر کے امور میں شک کرنا کفر ہے۔" (۳۳)

(۴) ام سلمہ کا بیان ہے کہ رسُول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت مہدی کو یاد کرتے تھے اور فرماتے تھے ہاں وہ حق ہے اور وہ فرزندان فاطمہ میں ہے"۔ (۳۴)

(۵) سلمان فارسی کا بیان ہے کہ وہ رسُول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے دیکھا کہ رسُول خداؐ اپنے زانو پر حسین بن علی کو بٹھائے ہوئے ہیں اور ان کی آنکھوں اور لبوں

کا بوسہ لے رہے ہیں اور یہ فرما رہے ہیں کہ تم سردار ہو، سردار کے فرزند ہو، سردار کے بھائی ہو۔ تم امام ہو، امام کے فرزند ہو اور امام کے بھائی ہو۔ تم حجت خدا ہو، حجتِ خدا کے فرزند ہو اور حجت خدا کے بھائی ہو اور تم ۹ حجت خدا کے پدر ہو کہ جن میں نواں ان کا قائم ہے۔" (۳۵)

(۶) امام رضا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ "حسن بن علی عسکری کا فرزند خلف صالح صاحبُ الزماں ہے اور وہی مہدی ہے۔" (۳۶)

(۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں تمھیں مہدی کی بشارت دیتا ہوں۔ وہ میری اُمّت میں اس وقت مبعوث ہوگا جب اُمّت اختلاف اور لغزشوں کا شکار ہوگی۔ پس وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی۔ اہل آسمان اور اہلِ زمین اس سے راضی وخوش ہوں گے۔" (۳۷)

(۸) امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ: "جو متقی و پرہیز گار نہیں ہے وہ دیندار نہیں ہے یقیناً خدا کے نزدیک وہی سب سے زیادہ باعزّت ہے جو سب سے زیادہ متقی اور پرہیز گار ہے۔ اس کے بعد فرمایا: میری نسل کا چوتھا فرزند ایک محترم کنیز خدا کا فرزند ہے کہ خدا اس کے ذریعہ زمین کو ہر طرح کے ظلم وجور سے پاک کرے گا۔ وہ وہی ہے جس کی ولادت میں لوگ شک کریں گے، اس کے لئے غیبت ہے۔ جس وقت وہ ظاہر ہوگا زمین خدا کے نور سے روشن ہو جائے گی۔ وہ لوگوں کے درمیان انصاف کا ترازو نصب کریگا اور وہ کسی ایک پر بھی ستم نہیں کرے گا۔" (۳۸)

(۹) امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ "خدا ایک ایسا گروہ لائے گا جو خدا کو دوست رکھے گا، اور خدا بھی اسے دوست رکھے گا اور الٰہی سلطنت کو وہ حاصل کرے گا جو ان کے درمیان پوشیدہ ہے، وہی مہدی ہے..... زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا اور اس کو کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی، وہ بچپنے ہی میں اپنے ماں

باپ سے دور ہو جائے گا۔ مسلمانوں کے شہروں کو امن و امان سے فتح کرے گا۔ زمانہ اس کے علاوہ ہموار اور صاف ہو جائے گا، اس کی بات سُنی جائے گی۔ بوڑھے اور جوان اس کی اطاعت کریں گے۔ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی، اس وقت اس کی امامت منزلِ کمال کو پہونچے گی اور اس کی خلافت مستحکم ہوگی۔ خدا ان لوگوں کو اٹھائے گا جو قبروں میں سو رہے ہیں اور وہ اس حالت میں صبح کریں گے کہ اپنی قبروں میں نہ ہوں گے۔ حضرت مہدی کے وجود سے زمین سرسبز و شاداب ہو جائے گی، نہریں جاری ہوں گی، فتنہ گری اور قتل و غارت گری کا خاتمہ ہوگا، خیر و برکت میں اضافہ ہوگا، اور اس کے بعد کچھ کہنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ میرا اسلام ہو ان شب و روز پر۔" (۳۹)

شیعہ حدیثیں

۱ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ: "لوگ اپنے امام کو نہیں پائیں گے مگر وہ حج میں تشریف لائیں گے اور لوگوں کو دیکھیں گے، لیکن لوگ ان کو نہیں دیکھیں گے۔ (۴۰)

۲ "اصبغ بن نباتہ" کا بیان ہے کہ میں حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، دیکھا کہ حضرت فکر میں ڈوبے ہوئے ہیں اور اپنی انگشتِ مبارک سے زمین کھود رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا، میں حضرت کو متفکر دیکھ رہا ہوں۔ کیا اس زمین سے آپ کو کچھ لگاؤ ہے؟ فرمایا، نہیں۔ خدا کی قسم زمین اور دنیا سے کبھی کوئی رغبت نہیں رہی۔ میں اس بچے کے بارے میں فکر کر رہا ہوں جو میری نسل سے گیارھواں فرزند ہوگا اور وہ "مہدی" ہے۔ وہ زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ اس کے لئے ایک غیبت ہے جس میں بہت سے گروہ گمراہ ہو جائیں گے اور بہتیرے گروہ ہدایت حاصل کریں گے۔" (۴۱)

(۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم تک یہ خبر پہنچے کہ صاحب الامر (یعنی امام وقت) غائب ہو گئے ہیں تو ان کی غیبت کا انکار نہ کرنا۔ (۴۲)

(۴) اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قائمؑ کے لئے دو غیبت ہیں، ایک مختصر ایک طولانی۔ پہلی غیبت میں بہت ہی خاص شیعوں کے علاوہ کسی کو ان کی جگہ کا علم نہیں، اور دوسری غیبت میں ان کے خاص دوستوں کے علاوہ کوئی اور ان کی جگہ سے واقف نہیں۔" (۴۳)

(۵) نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قائمؑ قیام کریں گے، درانحالیکہ کسی کی بیعت یا عہد و پیمان ان کے ذمہ نہ ہوگا۔ (۴۴)

(۶) رسُولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا کہ: "قائمؑ میری اولاد سے ہے، اس کا نام میرا نام اور اس کی کنیت میری کنیت ہے، اس کے شمائل میرے شمائل، اس کی سنت اور روش میری سُنّت اور روش ہے۔ وہ لوگوں کو میری شریعت اور دین پر آمادہ کرے گا اور میرے پروردگار کی کتاب کی طرف لوگوں کو بلائے گا، جو شخص اس کی اطاعت کرے گا اس نے میری اطاعت کی اور جو اس کی مخالفت کرے گا، اس نے میری مخالفت کی، اور جس نے اس کی غیبت کا انکار کیا، اس نے میرا انکار کیا"۔ (۴۵)

(۷) چوتھے امام حضرت زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا: "میرے قائمؑ میں پیغمبران خدا کی شباہتیں پائی جاتی ہیں۔ ایک شباہت نوحؑ سے، ایک شباہت ابراہیمؑ سے، ایک شباہت موسیٰؑ سے، ایک شباہت عیسیٰؑ سے، ایک شباہت ایوبؑ سے اور ایک شباہت محمد مصطفےٰؐ سے۔ جناب نوحؑ سے طول عمر میں، جناب ابراہیمؑ سے پوشیدہ ولادت اور لوگوں سے کنارہ گیری میں، جناب موسیٰؑ سے خوف اور غیبت میں جناب عیسیٰؑ سے لوگوں کے خود ان کے بارے میں اختلاف میں، جناب ایوبؑ سے پریشانی اور مصیبت کے بعد آسودگی اور آسائش میں اور حضرت محمد مصطفےٰؐ سے باطل کے مقابلہ میں تلوار اٹھانے میں شبیہ ہیں"۔ (۴۶)

(۸) امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ یقیناً اس امر کے صاحب (قائمؑ) کے لئے ایک غیبت ہے کہ بندگان خدا کو چاہیے کہ (اس وقت) تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کریں اور خدا کے دین سے تمسک اختیار کریں۔ (۴۷)

(۹) اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ، ایک زمانہ ایسا آئے گا جب لوگوں کا امام ان کی نگاہوں سے غائبؑ ہوجائے گا۔

زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ اس زمانے میں لوگوں کی کیا ذمّہ داری ہے؟

فرمایا: جس چیز پر وہ قائم ہے (اعتقادات اور دینی ذمّہ داریاں) اسی سے متمسک رہیں یہاں تک کہ امام ظاہر ہو جائیں۔ (۴۸)

(۱۰) نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ: "یہ بات (امام کا ظہور اور قیام) اس وقت تک نہ ہوگی، جب تک تمام صنف کے لوگ عوام پر حکومت نہ کرلیں، اور کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ اگر ہم حکومت کرتے تو عدل وانصاف قائم کر دیتے۔ اس وقت قائم عدل وحق کے ساتھ قیام فرمائیں گے۔" (۴۹)

امام کی ولادت

اسلام کے بارھویں آسمانی رہنما حضرت حجۃ بن الحسن المھدی علیہ السلام کی ولادت جُمعہ کی صبح پندرہ شعبان ۲۵۵ھ مطابق ۸۶۸ء کو شہر سامرا میں گیارھویں امام حضرت حسن عسکری علیہ السلام کے بیت الشرف میں ہوئی۔ (۵۰)

والد بزرگوار گیارھویں امام حضرت حسن عسکری علیہ السلام اور مادر گرامی محترم خاتون جناب نرجس ہیں جن کو "سوسن" اور "صیقل" بھی کہا جاتا ہے، آپ قیصر روم کے فرزند "یوسقا" کی صاحبزادی ہیں جو شمعون کی نسل سے ہیں اور شمعون جناب عیسٰی علیہ السلام کے حواریوں میں تھے، جناب نرجس اس قدر با فضیلت تھیں کہ امام علی نقی علیہ السلام کی بہن جناب حکیمہ جو خاندان امامت کی عظیم المرتبت خاتون ہیں، جناب نرجس کو اپنی اور اپنے گھر کی سردار کہا کرتی تھیں (۵۱) اور خود کو ان کا خدمت گذار کہتی تھیں۔ (۵۲)

جناب نرجس جب روم میں تھیں تو عجیب وغریب خواب دیکھے، ایک مرتبہ رسول خداؐ اور جناب عیسٰیؑ کو خواب میں دیکھا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام سے ان کا عقد کیا ہے۔ ایک دوسرے خواب میں اور بھی عجیب عجیب باتیں دیکھیں اور جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی دعوت پر اسلام قبول کرلیا، لیکن یہ بات اپنے گھر والوں اور اپنے گرد وپیش

کے لوگوں سے پوشیدہ رکھی، یہاں تک کہ مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان جنگ چھڑ گئی اور قیصر روم اپنی فوجوں کے ہمراہ محاذ جنگ پر روانہ ہوگیا۔ خواب میں جناب نرجس کو یہ حکم ملا کہ وہ اپنی کنیزوں اور خدمت گذاروں کے ہمراہ ان سپاہیوں کے ساتھ جو محاذ پر جا رہے ہیں، پوشیدہ طور سے روانہ ہو جائیں۔ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ مسلمان فوج کے ہراول دستے نے ان کو اسیر کرلیا، اور یہ جانے بغیر کہ یہ قیصر روم کے خاندان سے ہیں، انھیں بغداد روانہ کر دیا۔

یہ واقعہ امام علی نقی علیہ السّلام کی زندگی کے آخری دنوں میں رونما ہوا۔ (۵۳) امامؑ کے خدمت گذار نے امام کے حکم سے امام کا خط، جو رومی زبان میں تھا، بغداد میں جناب نرجس تک پہونچا دیا، اور جناب نرجس کو امام کے لیے خرید لیا اور امام کی خدمت میں سامرا پہونچا دیا۔ جو باتیں جناب نرجس نے خواب میں دیکھی تھیں، امام نے وہ باتیں انھیں یاد دلائیں اور یہ بشارت دی کہ وہ گیارھویں امام کی زوجہ اور ایک ایسے فرزند کی ماں ہیں، جو ساری کائنات پر حکمرانی کرے گا اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ اس کے بعد امام علیہ السلام نے جناب نرجس کو اپنی بہن جناب حکیمہ، جو خاندان امامت کی بافضیلت خاتون ہیں، کے سپرد کر دیا تاکہ اسلامی آداب و احکام کی تعلیم دیں۔ کچھ دنوں کے بعد جناب نرجس کی شادی امام حسن عسکری علیہ السلام سے ہو گئی۔ (۵۴)

جناب حکیمہ جب بھی امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتی تھیں دعا کرتی تھیں کہ خدا انھیں ایک فرزند عطا فرمائے۔ آپ کا بیان ہے کہ حسب معمول امام علیہ السلام کی خدمت میں گئی اور اپنی دعا دہرائی۔ امام نے فرمایا کہ جس فرزند کے لئے آپ دعائیں کرتی تھیں، آج رات اس کی ولادت ہونے والی ہے۔ (۵۵)

اتنے میں نرجس میرے نزدیک آئیں تاکہ میری جوتیاں اٹھائیں، کہنے لگیں، اے میری محترم خاتون اپنی جوتیاں مجھے دے دیجئے۔

میں نے کہا کہ آپ میری سردار ہیں، خدا کی قسم میں آپ کو اپنی جوتیاں اٹھانے نہ دوں گی اور اس بات کی بھی اجازت نہیں دوں گی کہ آپ میری خدمت کریں۔ میں اپنی چشم و ابرو سے آپ کی خدمت کروں گی۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے میری باتیں سنیں تو فرمایا کہ پھوپھی جان خدا آپ کو بہترین اجر عنایت فرمائے۔

میں غروب تک ان کے پاس رہی، کنیز کو بلایا اور کہا کہ جاؤ میرا لباس لے آؤ تاکہ رخصت ہوں۔ امام نے فرمایا۔ پھوپھی جان! آج رات آپ ہمارے یہاں قیام فرمایئے کیونکہ آج شب اس کی ولادت ہونے والی ہے جو خدا کے نزدیک بہت ہی زیادہ باعظمت ہے۔ خدا اس کے ذریعہ زمین کو زندہ کرے گا، جب وہ مردہ ہو چکی ہوگی۔

میں نے عرض کیا۔ میرے آقا! کس کے بطن سے ولادت ہوگی، مجھے نرجس میں تو حمل کے آثار نظر نہیں آتے۔؟

فرمایا۔ "نرجس ہی کے بطن سے ولادت ہوگی۔"

میں اٹھی اور نرجس کو باقاعدہ دیکھا۔ حمل کا کوئی اثر نظر نہیں آیا۔ میں امام کے پاس واپس آئی اور پوری بات بتائی۔ امام مسکرائے اور فرمایا کہ صبح حقیقت روشن ہو جائے گی۔ یہ بھی مادر موسیٰ کی طرح ہیں جن کا حمل ظاہر نہیں ہوا تھا اور ولادت تک کسی کو اس کی خبر نہیں تھی، کیونکہ فرعون موسیٰ کی تلاش میں (تاکہ اس طرح کا کوئی بچہ پیدا نہ ہونے پائے) حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کر دیا کرتا تھا اور یہ بچہ جو اس شب پیدا ہوگا، موسیٰ کی طرح ہے (یہ بھی ظالموں کی بساط حکومت الٹ دے گا) لوگ اس بچہ کی تلاش میں ہیں۔

جناب حکیمہ کا بیان ہے کہ میں صبح تک نرجس کی دیکھ بھال کرتی رہی، وہ اطمینان سے میرے پاس سو رہی تھیں کسی طرح کی کوئی بے چینی نہیں تھی۔ یہاں تک کہ آخر شب طلوع فجر کے وقت یکایک اٹھیں، میں نے ان کو اپنی آغوش میں لے لیا اور اسمائے الٰہی کی تلاوت کرنے لگی۔

امام علیہ السلام نے دوسرے کمرے سے آواز دی کہ سورہ انا انزلنا کی تلاوت کیجیے۔ میں نے پڑھا اور نرجس سے حال دریافت کیا، فرمایا۔ آپ کے آقا نے جس چیز کی خبر دی تھی وہ ظاہر ہو گئی ہے۔

امام کے حکم کے مطابق برابر انا انزلنا پڑھ پڑھ کے دم کرتی رہی، اسی اثنا میں بطن مادر سے بچہ مجھ سے ہم کلام ہوا، اور جس طرح سے میں انا انزلنا پڑھتی جاتی تھی وہ بھی پڑھتا جاتا تھا۔ اس نے مجھے سلام کیا۔ میں سخت متعجب ہوئی۔ امام علیہ السلام نے آواز دی پھوپھی جان تعجب نہ کیجیے۔ خداوند عالم ہم ائمہ کو بچپنے ہی میں حکمت کے ساتھ گویا کرتا ہے اور بڑے ہونے پر زمین پر اپنی حجّت قرار دیتا ہے۔

ابھی امام کی گفتگو تمام نہ ہونے پائی تھی کہ نرجس میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئیں۔ گویا میرے ان کے درمیان پردہ کھینچ دیا گیا۔ میں انھیں دیکھ نہیں سکتی تھی۔ فریاد کناں دوڑی دوڑی امام کے پاس آئی۔ امام نے فرمایا، پھوپھی جان واپس جایئے آپ انھیں اپنی جگہ پائیں گی۔

میں واپس آئی، تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ درمیان سے پردہ اٹھا دیا گیا۔ میں نے دیکھا کہ نرجس سراپا نور ہی نور ہیں، اتنا نور تھا کہ میری آنکھیں ان کو دیکھ نہیں پا رہی تھیں۔ میں نے دیکھا کہ جو بچّہ پیدا ہوا ہے وہ سجدہ میں ہے اور اپنے کلمہ کی انگلی اٹھا کر کہہ رہا ہے کہ:—
"اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَنَّ جَدِّیْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَ اَنَّ اَبِیْ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ" اس کے بعد ایک ایک امام کی امامت کی گواہی دی، اور اپنی امامت کی بھی گواہی دی اور فرمایا: خدایا میرے وعدے کو عملی فرما، میرے کام کو انجام تک پہونچا، میرے قدم کو ثبات عطا فرما؛ اور زمین کو میرے ذریعہ عدل وانصاف سے بھر دے۔ (۵۶)

پوشیدہ ولادت کا سبب

بنی امیہ اور بنی عباس کی تاریخ خاص کر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعد کی تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ خلفاء معصوم اماموں کے بارے میں کس قدر حساس تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ حضرات سماج میں بہت زیادہ محترم اور ہر دلعزیز تھے۔ جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا تھا، ان حضرات کا نفوذ اور لوگوں کی ان کی طرف توجہ میں اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ عباسی خلفاء اپنی حکومت کے لیے خطرہ محسوس کرنے لگے تھے اور خاص کر یہ بات اس قدر مشہور تھی کہ پیغمبر اسلامؐ کی نسل سے معصوم اماموں اور امام حسن عسکری علیہ السلام کی صلب سے حضرت مہدیؑ دنیا میں تشریف لائیں گے اور دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے، اس بنا پر امام حسن عسکری علیہ السلام پر سخت نگرانی تھی اور اپنے اب و جد کی طرح حکومت وقت نے اپنے پایہ تخت سامرا میں آپؑ کو رکھا تھا تاکہ نگرانی میں کوئی کمی نہ رہنے پائے۔ عباسیوں کی طرف سے اس بات کی پوری کوشش تھی کہ حضرت مہدی پیدا نہ ہونے پائیں۔ لیکن مشیت الٰہی یہ تھی کہ یہ بچہ پیدا ہو کر رہے۔

بنی عباس کی تمام کوششیں نقش بر آب ہو گئیں۔ خداوند عالم نے جناب موسیٰ کی طرح ان کی ولادت کو پوشیدہ رکھا۔ لیکن اس کے باوجود امام حسن عسکری علیہ السلام کے خاص خاص اصحاب نے امام کی زندگی میں حضرت مہدی کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔ جب امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی اس وقت بھی امام عصر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور اپنے پدر کے جنازے کی نماز پڑھائی اور لوگوں نے آپ کو دیکھا، اس کے بعد آپ نگاہوں سے پوشیدہ ہو گئے۔

امام زمانہ علیہ السلام کی ولادت سے امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت تک امام کے متعدد اصحاب و احباب نے امام مہدی علیہ السلام کی زیارت کی اور آپ کو امام کے گھر میں دیکھا۔ امام حسن عسکری علیہ السلام کی روش یہ تھی کہ باوجودیکہ وہ اپنے فرزند کو دوسروں سے پوشیدہ رکھتے تھے، لیکن موقع و

مناسبت سے اپنے خاص اور مورد اطمینان و مورد اعتماد اصحاب کو امامؑ کو دکھا دیتے تھے تاکہ یہ لوگ یہ خبر بقیہ شیعوں تک پہونچا دیں اور وہ گمراہ نہ ہونے پائیں۔ بطور نمونہ چند مواقع کا ذکر کرتے ہیں:۔

(۱) "احمد بن اسحاق" امام حسن عسکری علیہ السلام کے مخصوص اصحاب اور شیعوں کی بزرگ شخصیت۔ آپ کا بیان ہے کہ میں امام حسن عسکری علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور امام کے جانشین کے بارے میں سوال کرنا چاہتا تھا۔ میرے سوال کرنے سے پہلے امام نے فرمایا، اے احمد! خداوند عالم نے جس وقت جناب آدم کو پیدا کیا، اس وقت سے آج تک زمین کو اپنی حجّت سے خالی نہیں رکھا ہے اور قیامت تک زمین کو اپنی حجّت سے خالی نہیں رکھے گا۔ حجّتِ خدا کی بدولت زمین والوں سے بلائیں دُور ہوتی ہیں، بارش ہوتی ہے اور زمین سے برکتیں ظاہر ہوتی ہیں۔

میں نے عرض کیا۔ اے فرزند رسولؐ! آپ کے بعد امام اور جانشین کون ہوگا۔؟

فوراً حضرت اندرون خانہ تشریف لے گئےؑ اور جب آپ باہر تشریف لائے تو آپ کے دستِ مُبارک پر ایک تین سال کا بچّہ تھا، جس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ امام نے فرمایا اے احمد بن اسحاق! اگر خداوند عالم اور اس کی حجتوں کے نزدیک تم محترم نہ ہوتے تو یہ بچّہ تمھیں نہ دکھاتا۔ یقین کرو کہ یہ بچّہ پیغمبرؐ کا ہم نام ہے اور اس کی کنیت پیغمبر کی کنیت ہے یہ وہ بچہ ہے جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا، جیسا کہ وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی اے احمد بن اسحاق! یہ بچّہ اس امت میں "خضر" اور "ذوالقرنین" علیہما السلام کی طرح ہے۔ خدا کی قسم! یہ نگاہوں سے پوشیدہ ہوجائے گا اور اس کی غیبت کے زمانے میں صرف وہی لوگ ہلاکت سے نجات پائیں گے جن کو خدا اس کی امامت پر ثابت قدم رکھے گا اور انھیں اس بات کی توفیق دے گا کہ اس کے ظہور میں تعجیل کے لیے دُعائیں کریں۔

میں نے عرض کیا۔ میرے آقا! ایسی کوئی نشانی ہے جس سے میرے دل کو مزید اطمینان

حاصل ہو جائے۔؟

اس موقع پر، بچّہ نے فصیح عربی میں کہا۔ "میں ہوں زمین میں بَقِیَّۃُ اللّٰہ جو خدا کے دشمنوں سے انتقام لوں گا۔ اے احمد بن اسحاق! آنکھوں سے دیکھنے کے بعد اس کے اثرات کی فکر میں نہ رہو۔"

جناب صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ روایت "علی بن عبداللہ ورّاق" کے ہاتھوں لکھی ہوئی دیکھی ہے۔ میں نے ان سے دریافت کیا، انھوں نے یہ روایت میرے لیے "سعد بن عبداللہ" سے اور انھوں نے "احمد بن اسحاق" سے نقل کی ہے۔ (۵۷)

(۲) "احمد بن حسن بن اسحاق قمی" کا بیان ہے، جس وقت خلف صالح۔ حضرت مہدی علیہ السلام۔ کی ولادت ہوئی اس وقت ایک خط ہمارے مولا حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی جانب سے میرے جد بزرگوار "احمد بن اسحاق" کو موصول ہوا۔ امام نے اپنے دستِ مبارک سے تحریر فرمایا تھا کہ میرے یہاں ایک فرزند کی ولادت ہوئی ہے، ضروری ہے کہ تم اس کی ولادت کی خبر پوشیدہ رکھو اور کسی کو اس کی اطلاع نہ دو، کیونکہ یہ بات کسی کو نہیں بتائی ہے سوائے اپنے خاص رشتہ داروں کو ان کی قرابت کی بنا پر، اور اپنے خاص دوستوں کو ان کی ولایت اور دوستی کی بنا پر۔ میں چاہ رہا تھا کہ یہ خبر تم تک بھی پہونچ جائے تاکہ خدا اس خبر سے تمھیں خوش کردے جس طرح اس نے ہمیں خوش کیا ہے۔ (۵۸)

(۳) متقی اور پرہیز گار خاتون "حکیمہ" امام کی پھوپھی۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا خادم "نسیم"۔ ابو جعفر محمد بن عثمان عمری۔ حسین بن الحسن العلوی۔ عمرو الاہوازی۔ ابو نصر خادم۔ کامل بن ابراہیم۔ علی بن عاصم کوفی۔ عبداللہ بن العباس علوی۔ اسماعیل بن علی، یعقوب بن ضرّاب۔ (۵۹)، اسماعیل بن موسیٰ بن جعفر۔ علی بن مطہر۔ ابراہیم بن ادریس۔ طریف خادم (۶۰)، ابو سہل نوبختی (۶۱) یہ وہ افراد ہیں جنھیں امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کی خبر معلوم تھی اور ان لوگوں نے اس کو بیان کیا ہے۔

(۴) "جعفر بن محمد بن مالک" شیعوں کی ایک جماعت سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے ان لوگوں سے فرمایا: تم لوگ اس لیے آئے ہو تاکہ میرے بعد حجت خدا کے بارے میں دریافت کرو۔

ان لوگوں نے کہا۔ جی ہاں۔

ایکا ایکی ایک بچہ ظاہر ہوا جس کا چہرہ چودھویں کا چاند تھا اور امام سے بہت زیادہ مشابہ تھا امام نے فرمایا، یہ امام اور جانشین ہے' اس کے احکام کی اطاعت کرنا اور آپس میں اختلاف نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ دیکھو متوجہ رہو، تم آج کے بعد پھر انھیں نہیں دیکھو گے' یہاں تک اس کی عمر مکمل ہو۔ جو باتیں "عثمان بن سعید" (۶۲) ان کی طرف سے بیان کریں انھیں قبول کرنا اور اس کے احکام کی اطاعت کرنا، کیونکہ وہ تمھارے امام کا جانشین ہے اور امور انھیں کے ہاتھوں میں ہیں۔ (۶۳)

(۵) "عیسیٰ بن محمد جوہری" کہتے ہیں کہ میں ایک گروہ کے ہمراہ حضرت امام حسن عسکری ؑ کی خدمت میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی پیدائش کی مبارک باد پیش کرنے گیا۔ ہمارے بھائیوں نے ہمیں بتایا کہ شعبان کے مہینہ میں شب جمعہ صبح کے وقت امام مہدی علیہ السلام کی ولادت ہوئی ہے۔ جب ہم لوگ حضرت امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے، سلام سے پہلے مبارکباد پیش کی۔ ہمارے سوال کرنے سے پہلے امام نے فرمایا۔ تمھارے درمیان ایک ایسا شخص ہے جس کے دل میں یہ سوال ہے کہ میرا فرزند "مہدی" کہاں ہے۔ میں نے اسے خدا کے پاس امانت رکھوایا ہے۔ جس طرح جناب موسیٰؑ کی والدہ نے موسیٰ کو صندوق میں رکھ کر خدا کے حوالے کر دیا تھا اور آخر میں خدا نے موسیٰ کو ان تک پہونچا دیا۔ (۶۴)

غیبت کا مسئلہ

دین اسلام کے بنیادی اصول، سیاسی، سماجی، اقتصادی اور ثقافتی مسائل اور اس

کی دوسری تعلیمات پیغمبر اسلامؐ اور ائمہ معصومینؑ کے دور امامت (۲۶۰ ہجری تک) بیان کر دیے گئے تھے اور تدوین بھی ہو گئے تھے۔ اس دوران طاغوتی طاقتوں اور اسلام مخالف حکومتوں کا کافی زور رہا۔ لیکن ہمارے ائمہ معصومین علیہم السلام نے فرصتوں سے استفادہ کرتے ہوئے گوناگوں موضوعات میں اسلام کے مسائل بیان کر دیے۔ اسلام کے مختلف مسائل اس خوش اسلوبی اور وضاحت کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں کہ ان میں ایک مکمل عالمی حکومت تشکیل دینے کی صلاحیت موجود ہے، اور اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

اس کے علاوہ اسلامی حکومت کا اعلیٰ ترین نمونہ حضرت پیغمبر اسلامؐ اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ذریعہ دنیا کے سامنے پیش کر دیا گیا تاکہ انسان انھیں خوب اچھی طرح دیکھ لے اور اس کے علاوہ سے رخ موڑ لے۔ اس بنا پر حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانے تک عالمی اسلامی حکومت کے لئے خداوند عالم کی طرف سے تمام چیزیں فراہم تھیں، تمام اصول و قوانین مرتب ہو چکے تھے اور اس کے نمونے پیش کیے جا چکے تھے۔ لیکن لوگ اس حکومت کو قبول کرنے کے لئے آمادہ نہیں تھے۔ اگر دنیا والے اس کے لئے آمادہ ہوتے تو کبھی بھی امام ہماری نگاہوں سے غائب نہ ہوتے بلکہ اسلامی احکام نافذ کرتے اور ساری دنیا میں اسلام کی عادلانہ حکومت قائم کرتے۔ لہٰذا ہو سکتا ہے کہ امام نے اسی لئے غیبت اختیار فرمائی ہو اور غیبت صغریٰ کا سلسلہ غیبت کبریٰ سے جا ملا ہو، اور امام زمانہ (ہماری جانیں ان پر قربان) اس وقت ظاہر ہوں گے جب لوگ اپنے اسلاف کی طرح امام کی حکومت سے رُخ نہ موڑیں گے اور ہر طرح سے ان کی حکومت قبول کرنے کیلئے تیار ہوں گے۔

خواجہ نصیر الدین طوسی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ "حضرت امام مہدی علیہ السلام کی غیبت نہ خداوند عالم کی طرف سے ہے اور نہ خود حضرت کی طرف سے، بلکہ غیبت لوگوں کی طرف سے ہے اور وہ یہ کہ لوگ امام کے سامنے مکمل تسلیم نہیں ہیں۔ جس وقت غیبت کا سبب ختم ہو جائیگا امام ظاہر ہو جائیں گے۔" (۶۵)

یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ غیبت کی بنیاد حکمت خداوندی پر ہے اور ہم غیبت کے تمام اسرار و رموز سے واقف نہیں ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ غیبت کا بنیادی سبب یہی ہو۔ گیارہ اماموں کے دور میں لوگوں کی مسلسل نافرمانی اور سرکشی کو آزمایا جا چکا اور دیکھا جا چکا کہ اس دوران لوگوں نے کس طرح ائمہ علیہم السلام کے احکام کی خلاف ورزی کی اور ان کی حمایت نہیں کی۔ اب اس بات میں ذرا بھی شک نہ تھا کہ لوگ اسلام کی عادلانہ حکومت قبول کرنا نہیں چاہتے۔ ایسی صورت میں غیبت ایک فطری تقاضا ہے اور ایسی صورت میں معاشرے میں امام کے ظہور کے بارے میں سوال کیا جا سکتا ہے کہ امام معاشرے میں ظاہر کیوں ہیں غیبت کیوں اختیار نہیں کرتے اور غیبت کے پردے سے کار امامت کیوں نہیں انجام دیتے۔ یہاں تک کہ ظہور کے لئے زمین ہموار ہو جائے اس وقت دیدار کے مشتاق افراد کو زیارت کا شرف اور حمایت کی توفیق عنایت فرمائیں، کیونکہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوا مَا بِاَنْفُسِھِمْ ۔ "خدا اس وقت تک کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے آپ کو نہ بدلے"۔

ظہور تک یہ راز سربستہ ہے۔ ظہور کے وقت لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ غیبت کی علت خود ان کی ذات میں پنہاں تھی اگر خود کو باقاعدہ تیار کر لیتے تو امام ظاہر ہو جاتے۔ لیکن لوگوں نے اپنی اصلاح کی کوئی کوشش نہیں کی۔ فاسد حکومتوں سے وابستہ رہے اور یہ خیال کرتے رہے کہ یہ فاسد حکومتیں ان کے درد کی دوا کر سکتی ہیں، یا زرق و برق ادارے اور طمطراق کا نفرنسیں ان کی مشکل حل کر سکتی ہیں۔

غیبت کا سبب خود عوام ہیں، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہر ایک اس گناہ میں شریک ہے بلکہ مراد وہ تعداد ہے جو ظہور کے لئے ضروری ہے۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ ہمیشہ ایسے افراد رہے ہیں جو ظہور کے لئے ہر طرح سے آمادہ تھے اور ہیں لیکن ان کی تعداد اس حد تک نہیں ہے۔ وہ سماج جو ظہور کے لیے آمادہ نہ ہو، وہ یقیناً حضرت کی حکومت کا مخالف ہوگا۔ اس بنا پر غیبت میں طول ہو رہا ہے۔ خداوند عالم غیبت کے پردے میں امام کی حفاظت کر رہا ہے اگر وہ وقت

سے پہلے ظاہر ہو جائیں تو لوگ انھیں قتل کر دیں گے اور اس طرح ایک مقصد نامکمل رہ جائے گا۔

کلینی علیہ الرحمہ اپنی کتاب "کافی" میں اور شیخ طوسی علیہ الرحمہ اپنی کتاب "غیبت" میں جناب "زرارہ" سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ "زرارہ" نے کہا کہ "امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور امام کو فرماتے سُنا کہ ہمارے قائم" علیہ السلام کے لئے ظہور سے پہلے ایک غیبت ہے۔

میں نے عرض کیا، کیوں۔؟

امامؑ نے اپنے شکم کی طرف اشارہ کیا (یعنی قتل سے محفوظ رہنے کی بنا پر)۔ (۶۶)

امام قائم علیہ السلام کسی بھی حکومت کو بطور تقیہ بھی تسلیم نہیں کریں گے اور کسی بھی حاکم وقت کے سامنے تقیہ نہیں کریں گے اور کسی بھی فاسد حکومت کے زیر اثر نہ رہے ہیں اور نہ رہیں گے، جس وقت ظہور فرمائیں گے کسی بھی حکومت کے پابند نہ ہوں گے یَقُومُ القائمُ ولیس لاحد فی عنقہ عھد ولا عقد ولا بیعۃ۔ (۶۷) تاکہ حق پر باقاعدہ عمل ہو سکے اور خدا کا دین مکمل طور سے نافذ ہو سکے، کسی طرح کا خوف و ہراس نہ ہو اور احکام و حدود کے نفاذ میں کوئی رکاوٹ نہ پیش آئے، لہٰذا کسی سے بھی کوئی عہد و پیمان اور رو رعایت کی کوئی صورت باقی نہ رہے۔

وہ اس حال میں ظہور فرمائیں گے کہ کوئی عہد و پیمان ان کے ذمہ نہ ہوگا، ظہور فرمائیںگے اور تمام فاسد حکومتوں کی بساط اُلٹ دیں گے اور ساری دنیا پر اسلام کا پرچم لہرائیں گے۔

غیبت صغریٰ اور کبریٰ

گیارھویں امام حضرت حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد ۲۶۰ھ ہجری سے ۳۲۹ھ ہجری تک تقریباً ۶۹ سال "غیبت صغریٰ" کا زمانہ ہے (۶۸) اس وقت سے آج تک اور آج سے ظہور تک کا زمانہ "غیبت کبریٰ" کا زمانہ ہے۔

غیبت صغریٰ کے زمانے میں امام سے براہ راست رابطہ بالکل منقطع نہیں ہوا تھا بلکہ ہر شیعہ امام علیہ السلام کے "خاص نائب" کے ذریعہ اپنے مسائل و مشکلات امام کی خدمت میں پیش کرسکتا تھا اور انہیں عظیم المرتبت ہستیوں کے ذریعہ حل دریافت کرسکتا تھا، اور بسا اوقات امام علیہ السلام کی خدمت میں شرفیاب بھی ہوسکتا تھا۔ اس زمانے کو "غیبت کبریٰ" کے لئے آمادگی کا زمانہ کہا جاسکتا ہے، کہ اس زمانے میں امام سے رابطہ منقطع ہوگیا اور عوام کو اس بات کا پابند کیا گیا کہ وہ اپنے مسائل کے لئے امام کے عام نائب، فقہاء اور احکام اسلامی کے واقف کاروں کی طرف رجوع کریں۔

اگر غیبت کبریٰ یکبارگی شروع ہوجاتی تو اس بات کا امکان تھا کہ بہت سے لوگ فکری انحراف کا شکار ہوجاتے اور عام ذہن اس کے لئے آمادہ نہ ہوتے۔ لیکن غیبت صغریٰ کے زمانے میں رفتہ رفتہ اذہان عادی ہوگئے تب غیبت کبریٰ کا آغاز ہوا۔ غیبت صغریٰ کے زمانے میں خاص نائبین کے ذریعہ امام علیہ السلام سے رابطہ اور بعض شیعوں کا خود امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونا اس سے امام کی ولادت اور زندگی کو مزید ثبوت فراہم ہوئے۔ اگر غیبت کبریٰ ان مقدمات کے بغیر شروع ہوجاتی تو یہ مسائل شاید اس حد تک واضح نہ ہوتے اور ہوسکتا تھا کہ بعض افراد شکوک و شبہات میں مبتلا ہوجاتے۔ خداوند عالم نے اپنی خاص حکمت کی بنا پر امام زمانہ علیہ السلام کی غیبت (جس کے بارے میں پہلے ہی پیغمبر اسلامؐ اور ائمہ علیہم السلام خبر دے چکے تھے) کو دو طرح قرار دیا، ایک مختصر غیبت ــــ طولانی غیبت کے لئے آمادہ ہوجانے کے لئے جس کو "غیبت صغریٰ" کہتے ہیں۔ اس کے بعد دوسری طولانی غیبت کا سلسلہ شروع ہوا جس کو "غیبت کبریٰ" کہا جاتا ہے، تاکہ اہلبیت علیہم السلام کے ماننے والے ایمان اور عمل میں ثابت قدم رہیں اور امام سے قلبی لگاؤ میں کوئی کمی نہ آنے دیں، ہر وقت ظہور کا انتظار کریں اور غیبت کے زمانے میں دین الٰہی سے باقاعدہ متمسک رہیں، کردار سازی میں مشغول رہیں اور اپنی مذہبی ذمہ داریوں پر باقاعدہ عمل کریں۔ یہاں تک کہ ظہور کے سلسلے میں خدا کا فرمان ظاہر ہو اور لوگوں کو مکمل سعادت اور نجات حاصل ہو۔

نوّابِ اربعہ

غیبت صغریٰ کے زمانے میں چار بزرگ مرتبہ شیعہ امام زمانہ علیہ السلام کے وکیل سفیر اور نائب خاص تھے جو امام کی خدمت میں شرفیاب ہوتے رہتے تھے ان کی وکالت و نیابت کی باقاعدہ تائید کی گئی تھی۔ سوالنامے کے حاشیہ پر امام علیہ السلام کے جواب انھیں لوگوں کے ذریعہ عوام تک پہونچتے تھے۔

ان چار افراد کے علاوہ امام علیہ السلام کی طرف سے اور بھی افراد مختلف شہروں میں وکیل تھے یا پھر انھیں چار افراد کے ذریعہ لوگوں کے مسائل عوام کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔ ان لوگوں کے متعلق امام کی جانب سے توقیعات صادر ہوئی تھیں (۶۹) یا آیۃ اللہ سیّد محسن امین مرحوم کے بقول کہ ان چار افراد کی سفارت اور وکالت مطلق اور عام تھی جبکہ دوسرے افراد خاص امور میں امام کے نائب اور وکیل تھے جیسے ابوالحسن محمد بن جعفر اسدی۔ احمد بن اسحٰق اشعری۔ ابراہیم بن ہمدانی اور احمد بن حمزہ بن الیسع (۷۰)

نواب اربعہ کی ترتیب اس طرح ہے:۔

۱۔ جناب ابوعمرو عثمان بن سعید عمری

۲۔ جناب ابوجعفر محمد بن عثمان بن سعید عَمْری

۳۔ جناب ابوالقاسم حسین بن رُوْح نَوبَختی

۴۔ جناب ابوالحسن علی بن محمد سَمَری

ابوعَمْرو عثمان بن سَعید عَمْری

ابوعمرو عثمان بن سعید عمری مورد اعتماد، جلیل القدر اور حضرت امام علی نقی علیہ السلام اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے وکیل تھے (۷۱) سامرا میں "عسکر" نامی محلہ میں رہتے تھے

اسی مناسبت سے ان کو عسکری بھی کہا جاتا ہے۔ حکومت اور درباری کارندوں سے امام سے اپنے روابط کو مخفی رکھنے کے لئے روغن فروشی کرتے تھے (۷۲) جس زمانے میں لوگوں کا امام حسن عسکری علیہ السلام تک پہونچنا خاصا دشوار تھا، اس وقت شیعہ اپنے اموال ان کے ذریعہ امام کی خدمت میں پیش کرتے تھے اور جناب عثمان بن سعید تیل کے ڈبّوں میں رکھ کر امام کی خدمت میں لے جاتے تھے (۷۳)

"احمد بن اسحاق قمی" کا بیان ہے کہ میں نے امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کبھی غائب رہتا ہوں اور کبھی موجود اور جس وقت رہتا ہوں تو ہمیشہ آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو پاتا، تو میں کس کی بات قبول کروں اور کس کے احکام کی اطاعت کروں۔؟

فرمایا۔ یہ ابو عمرو (عثمان بن سعید) مورد اطمینان اور امین ہیں، یہ جو باتیں تم سے بیان کرتے ہیں وہ میری طرف سے بیان کرتے ہیں اور جو پیغام پہونچاتے ہیں وہ میری طرف سے پہونچاتے ہیں۔

احمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ امام علی نقی علیہ السلام کی شہادت کے بعد امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہی بات دہرائی۔ حضرت نے اپنے پدر بزرگوار کی طرح جواب مرحمت فرمایا کہ ابو عمرو گذشتہ امام کے امین اور مورد اطمینان تھے اور میری زندگی اور میری موت کے بعد میرے امین اور مورد اطمینان ہیں۔ جو باتیں تم سے بیان کرتے ہیں وہ ہماری طرف سے بیان کرتے ہیں اور جو پیغام پہونچاتے ہیں وہ میری طرف سے پہونچاتے ہیں۔ (۷۴)

امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد حضرت امام زمانؑ کے حکم سے "عثمان بن سعید" وکالت اور نیابت کے منصب پر فائز رہے۔ شیعہ اپنے مسائل ان کی خدمت میں پیش کرتے تھے اور انھیں کے ذریعہ امام علیہ السلام کا جواب لوگوں تک پہونچتا تھا۔ (۷۵)

محقق داماد علیہ الرحمہ اپنی کتاب "صراط مستقیم" میں تحریر فرماتے ہیں کہ مورد اطمینان اور باوثوق شیخ عثمان بن سعید عمری نقل کرتے ہیں کہ "ابن ابی غانم قزوینی" کا بیان ہے کہ امام حسن عسکریؑ

نے جب رحلت فرمائی تو ان کے کوئی اولاد نہیں تھی، اس سلسلہ میں شیعوں نے اس سے بحث کی اور خدمت امام زماں علیہ السلام میں بغیر روشنائی کے خط لکھا، یعنی اپنی باتیں خشک قلم سے سفید کاغذ پر لکھیں تاکہ اس خط کا جواب ایک معجزہ اور نشانی ہو۔ امامؑ نے جو جواب تحریر فرمایا وہ یہ تھا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"خداوند عالم ہمیں اور تمہیں گمراہی اور فتنہ سے محفوظ رکھے۔ دین، ولایت اور تمہارے ولی امر کے سلسلے میں تم میں سے ایک گروہ کے شکوک و شبہات کی خبریں مجھ تک پہونچیں۔ اس خبر نے ہمیں متاثر اور غمگین کیا۔ البتہ یہ تاثر اور غم تمہارے لئے ہے خود اپنے لئے نہیں، کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے اور حق ہمارے پاس ہے، اگر کوئی ہم سے دور ہو جائے گا تو ہم پر اثر نہیں پڑیگا ہم اپنے خدا کے ساختہ اور پرداختہ ہیں اور کائنات ہماری ساختہ اور پرداختہ (ہم خدا کے فیوض سے بہرہ ور ہیں اور لوگ ہمارے فیوض سے بہرہ مند ہوتے ہیں) کیوں شک میں غوطہ لگا رہے ہو، کیا تمہیں اس کا علم نہیں ہے کہ جو کچھ تمہارے ائمہ بیان کر چکے ہیں وہ ہو کے رہے گا (گزشتہ اماموں نے خبر دی ہے کہ امام قائم علیہ السلام غیبت اختیار کریں گے) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خداوند عالم نے آدمؑ سے لے کر گزشتہ امام (حسن عسکریؑ) تک، ہمیشہ ایک پناہ گاہ معین کی ہے تاکہ لوگ اس طرف جائیں اور ایسے نشانات قرار دیے ہیں جس سے لوگ ہدایت حاصل کریں۔ جب کبھی ایک پرچم پوشیدہ ہوا دوسرا پرچم آشکارا ہو گیا، جب کبھی ایک ستارہ ڈوبا دوسرا ستارہ چمکنے لگا۔ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ جس وقت خداوند عالم نے گزشتہ امام کی روح قبض کی اور ان کو اپنے پاس بلا لیا تو کیا اس نے اپنے دین کو باطل کر دیا، اپنے اور مخلوقات کے درمیان رابطہ کو منقطع

کردیا۔ ہرگز ایسا نہیں ہے اور نہ ایسا ہوگا یہاں تک کہ قیامت برپا ہو جائے اور امر الٰہی ظاہر ہو جائے۔ گرچہ یہ بات انھیں پسند نہ آئے۔ پس خدا سے ڈرو اور ہمارے سامنے تسلیم رہو اور ہمارے احکام سے روگرداں نہ ہو۔ میں نے تمھیں نصیحت کردی اور خدا میری طرف سے تم لوگوں پر گواہ ہے۔" (۷۶)

عثمان بن سعید نے اپنی وفات سے قبل امام زمانہؑ کے حکم سے اپنے فرزند ابوجعفر محمد بن عثمان کو اپنا جانشین اور امام کا نائب معین کیا۔

محمد بن عثمان عمری

محمد بن عثمان بھی اپنے والد کی مانند بڑے جلیل القدر تھے۔ تقویٰ، پرہیزگاری، عدالت اور بزرگی میں شیعوں کے نزدیک قابل احترام اور مورد اعتماد تھے۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے ان کے اور ان کے والد کے بارے میں اپنے اعتماد اور اطمینان کا اظہار فرمایا تھا۔ شیخ طوسی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ ان کی عدالت، پرہیزگاری اور امانت پر تمام شیعہ متفق ہیں۔" (۷۷)

پہلے نائب "عثمان بن سعید" کی وفات کے بعد، ان کی وفات اور ان کے فرزند "محمد" کی نیابت کے بارے میں امام زمانہؑ کی طرف سے ایک "توقیع" صادر ہوئی (۷۸) جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

" انا للہ و انا الیہ راجعون! اس کے حکم کے سامنے تسلیم اور اس کی قضا پر راضی ہیں۔ تمھارے والد نے سعادت مند زندگی بسر کی اور اس دنیا سے کامیاب سدھارے۔ خدا ان پر رحمت نازل کرے اور انھیں ان کے اماموں اور آقاؤں کے ساتھ ملحق کرے۔ وہ ہمیشہ ان کے امور کی انجام دہی میں سعی کرتے تھے۔ خدا کے بزرگ اور ائمہ سے تقرب کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے تھے۔ خدا انھیں خوش و خرم کرے اور ان کی لغزشوں سے درگذر فرمائے۔"

اسی توقیع کے دوسرے حصے میں ہے:۔

"خداوند عالم تمھارے اجر کو زیادہ کرے اور تمھیں مصیبت میں صبر عطا فرمائے۔ تم بھی مصیبت زدہ ہوئے اور ہم بھی مصیبت زدہ۔ ان کی مفارقت نے تمھیں اور ہمیں تنہائی کی مصیبت اور ہجر میں مبتلا کر دیا۔ خداوند عالم انھیں ان کی آرام گاہ میں اپنی رحمتوں سے مسرور کرے۔ یہ تمھارے والد کی سعادت کا کمال تھا کہ خدا نے تمھارے جیسا فرزند ان کو عطا کیا کہ ان کے بعد جانشین بنو اور ان کے امور میں ان کی قائم مقامی کرو اور ان کے لئے رحمت اور مغفرت طلب کرو۔ میں خدا کا سپاس گذار ہوں۔ جو چیزیں خدا نے تم میں اور تمھارے پاس قرار دی ہیں اور جو منزلت و مقام عطا کیا ہے یقیناً قلوب اس سے راضی و خوشنود ہیں۔ خدا تمھاری مدد کرے، تمھیں قوت دے، ثبات قدم عطا کرے اور توفیقات مرحمت فرمائے اور ہمیشہ تمھارا سرپرست، محافظ اور نگہبان رہے۔" (۷۹)

"عبداللہ بن جعفر حمیری" کا بیان ہے کہ جب عثمان بن سعید کا انتقال ہوا، امام زمانؑ کی جانب سے اسی خط میں ایک تحریر ہمارے پاس آئی جس سے امام ہم سے مکاتبہ کرتے تھے۔ اس تحریر میں "ابوجعفر (محمد بن عثمان بن سعید عمری) کو اپنے والد کی جگہ منصوب کیا گیا تھا۔ (۸۰)

ایک اور توقیع میں امام علیہ السلام نے "اسحاق بن یعقوب کلینی" کے سوالات کے جوابات کے ضمن میں تحریر فرمایا:۔

"محمد بن عثمان عمری خدا ان سے اور ان کے والد سے راضی و خوشنود رہے۔ یہ یقیناً ہمارے مورد اعتماد ہیں اور ان کی تحریر میری تحریر ہے۔" (۸۱)

عبداللہ بن جعفر حمیری کا بیان ہے کہ میں نے محمد بن عثمان سے دریافت کیا کہ آپ نے حضرت "صاحب الامر" کو دیکھا ہے۔

فرمایا: ہاں! میری آخری ملاقات خانہ کعبہ کے نزدیک ہوئی تھی اور امام یہ فرما رہے تھے کہ اَللّٰھُمَّ اَنْجِزْلِی مَا وَعَدْتَنِیْ (۸۲) اور "مستجار" کے پاس یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ

اَللّٰھُمَّ اَنْتَقِمْ بِیْ اَعْدَائِیْ (۸۳)

محمد بن عثمان یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ صاحب الامر ہر سال حج میں تشریف لاتے ہیں اور وہ لوگوں کو دیکھتے ہیں اور پہچانتے ہیں لیکن لوگ انھیں دیکھتے تو ہیں مگر پہچانتے نہیں ہیں (۸۴)۔

محمد بن عثمان نے اپنے لئے ایک قبر تیار کی تھی اور اس کو "ساج" (ایک طرح کا کپڑا) سے چھپا دیا تھا۔ اس پر قرآن کی آیتیں اور ائمہ علیہم السلام کے اسمائے گرامی لکھے تھے۔ ہر روز اس قبر میں جاتے تھے، ایک پارہ قرآن پڑھتے تھے اور چلے آتے تھے۔ (۸۵)

ان بزرگوار نے اپنے انتقال سے پہلے اپنی موت کا دن بتا دیا تھا اور اسی دن ان کی وفات ہوئی (۸۶) ان کی وفات سے پہلے شیعوں کے محترم اور بزرگ افراد ان کے پاس آئے امام زمانہؑ کے حکم سے "ابوالقاسم حسین بن روح نوبختی" کا سفارت اور نیابت کے عنوان سے لوگوں سے تعارف کرایا، اور فرمایا۔ وہ میرے قائم مقام ہیں، اب ان کی طرف رجوع کرنا۔ (۸۷)

۳۰۵ھ ہجری میں حضرت ابو جعفر محمد بن عثمان عمری کا انتقال ہو گیا۔ (۸۸) خدا کی بے شمار اور بے پناہ رحمتیں ہوں ان پر۔

حسین بن روح نوبختی

موافق اور مخالف دونوں ہی جناب ابوالقاسم حسین بن روح نوبختی کی عظمتوں کے قائل ہیں۔ عقل و بصیرت، تقویٰ اور فضیلتوں میں مشہور تھے۔ مختلف مذہبی فرقے عام طور سے آپ کی طرف رجوع کرتے تھے، دوسرے نائب محمد بن عثمان کے زمانے میں ان کی طرف سے بعض امور کے ذمہ دار تھے۔ "جعفر بن احمد بن متیل قمی" محمد بن عثمان کے دوستوں میں سب سے زیادہ نزدیک تھے اور ان کے روابط ہر ایک سے زیادہ تھے۔ یہاں تک کہ محمد بن عثمان کی زندگی کے آخری دنوں میں محمد بن عثمان کی غذا جعفر بن احمد اور ان کے والد کے گھر میں تیار ہوتی تھی۔ دوسرے نائب کے دوستوں میں اس بات کا زیادہ احتمال تھا کہ جعفر بن احمد ہی اُنکے

بعد امام کے نائب ہوں گے، زندگی کے آخری لمحات میں احتضار کے وقت جعفر بن احمد بن متیل، محمد بن عثمان کے سرہانے بیٹھے ہوئے تھے اور حسین بن روح پائنتی۔ (۸۹)

محمد بن عثمان نے جعفر بن احمد کی طرف رُخ کر کے کہا کہ مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں امور ابوالقاسم حسین بن روح نوبختی کے سپرد کردوں۔

جعفر بن احمد اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے، حسین بن روح کا ہاتھ پکڑا اور انھیں محمد بن عثمان کے سرہانے بٹھادیا اور خود پائنتی بیٹھ گئے۔ (۹۰)

حضرت امام قائم علیہ السلام کی طرف سے حسین بن روح کے بارے میں یہ توقیع صادر ہوئی:

"ہم اسے پہچانتے ہیں، خدا اسے نیکیوں اور اپنی خوشنودی کی معرفت عطا کرے اور اپنی توفیقات سے اس کی مدد کرے۔ ہم اس کے مکتوب سے مطلع ہوئے اور ہمیں اس پر اطمینان اور اعتماد ہے۔ ہمارے نزدیک اسے وہ منزلت و مقام حاصل ہے جس سے وہ خوش ہوگا۔ خدا اس کے لئے اپنے احسانات میں اضافہ فرمائے کیونکہ وہ ولی اور ہر چیز پر قادر ہے۔ حمد ہے اس خدا کی جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ خدا کا بے پناہ درود و سلام ہو اس کے رسول محمدؐ اور ان کے خاندان پر۔"

یہ توقیع بروز یکشنبہ ۶ شوال ۳۰۵ھ کو صادر ہوئی۔ (۹۱)

بغداد کے جلیل القدر متکلم، خاندان نوبختی کے عظیم المرتبت بزرگ "ابوسہل نوبختی" جنھوں نے کافی کتابیں تالیف کی ہیں، جب ان سے یہ سوال کیا گیا کہ نیابت ابوالقاسم حسین بن روح نوبختی کو کیوں ملی، اور آپ کیوں اس سے محروم رہے،؟ تو انھوں نے فرمایا:۔

" وہ (ائمہ علیہم السلام) دوسروں سے بہتر جانتے ہیں۔ جسے وہ منتخب کریں (وہ سب سے زیادہ شائستہ اور مناسب ہے) میں ایسا شخص ہوں کہ مخالف سے بحث و

مناظرہ کرتا ہوں اگر میں (امام کا نائب ہوتا اور) امامؑ کی منزلت کی معرفت رکھتا جس طرح سے اس وقت حسین بن روح کو (نیابت کی بنا پر) حاصل ہے، اگر (امام کے بارے میں مخالفین سے بحث کے دوران) کسی مسئلہ میں الجھ جاؤں تو ممکن ہے کہ (اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکوں) اور امام کی جگہ دوسروں کو بتا دوں، لیکن ابوالقاسم (حسین بن روح کو اسرار کے پوشیدہ رکھنے پر اتنا قابو ہے) اگر امام اسکے زیر دامن پوشیدہ ہوں اور حسین بن روح کو تیز آلات سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے تب بھی وہ دامن نہیں اٹھائیں گے (اور امام کو دشمنوں کو نہیں دکھائیں گے)۔ (۹۲)

جناب حسین بن روح تقریباً ۲۱ سال تک منصب نیابت پر فائز رہے اور اپنی وفات سے پہلے امام علیہ السلام کے حکم سے نیابت کے امور "ابوالحسن علی بن محمد سمری" کے سپرد کر گئے۔ شعبان ۳۲۶ھ میں ان کا انتقال ہو گیا، اور ان کی ابدی آرام گاہ بغداد میں ہے۔ (۹۳)

ابوالحسن سمری

"منتہی المقال" کے مؤلف، چوتھے نائبؑ جناب ابوالحسن علی بن محمد سمری کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "ان کی جلالتِ قدر اتنی زیادہ ہے کہ کسی تعریف و توصیف کی ضرورت نہیں ہے" (۹۴)

امام علیہ السلام کے حکم سے حسین بن رُوح کے بعد منصب نیابت پر فائز ہوئے اور شیعوں کے امور کی دیکھ بھال کرتے تھے۔

محدث قمی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ "ابوالحسن سمری نے بزرگوں کی جماعت سے ایک دن فرمایا۔ خدا تم لوگوں کو "علی بن بابویہ" کی مصیبت میں صبر عنایت فرمائے وہ اِس وقت دُنیا سے رخصت ہو چکے ہیں۔

ان لوگوں نے وہ ساعت اور دن تاریخ نوٹ کر لی، ۱۷ یا ۱۸ دن کے بعد اطلاع ملی کہ اُسی دن اور اسی وقت علی بن بابویہ نے انتقال کیا تھا۔ (۹۵)

۳۲۹ھ میں "علی بن محمد سمری" کا انتقال ہو گیا۔ (۹۶) ان کی وفات سے پہلے شیعوں کی ایک جماعت ان کے پاس آئی اور دریافت کیا کہ آپ کے بعد جانشین کون ہوگا۔؟"

فرمایا۔ "مجھے اس بات کا حکم نہیں دیا گیا ہے کہ اس کے بارے میں کسی سے وصیت کروں۔" (۹۷)

البتہ ایک توقیع جو امام غائب؏ کی طرف سے صادر ہوئی تھی وہ ان لوگوں کو دکھائی۔ ان لوگوں نے اس توقیع کی نقلیں اتار لیں، اس کا مضمون اس طرح تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"اے علی بن محمد سمری۔ خدا تمھاری مصیبت میں تمھارے بھائیوں کے اجر میں اضافہ کرے۔ تم چھ دن کے اندر اس دُنیا سے رخصت ہو جاؤ گے۔ اپنے امور کی جمع آوری کرو اور کسی سے وصیت نہ کرو کہ تمھارے بعد جانشین ہو۔ یقیناً غیبت کبریٰ شروع ہو گئی، اور جب تک خدا حکم نہیں دے گا اس وقت تک ظہور نہیں ہوگا۔ اور وہ طولانی مدت، قساوت قلب اور زمین کے ظلم و جور سے بھر جانے کے بعد۔ بہت جلد شیعوں کے نزدیک میرے مشاہدہ کا دعویٰ کریں گے (اور نائب خاص ہونے کا دعویٰ کریں گے) آگاہ ہو جاؤ جو کوئی شخص "سفیانی کے خروج" اور "صیحہ" سے پہلے اس طرح کا دعویٰ کرے (نیابت اور سفارت کے عنوان سے میری ملاقات کا دعویٰ کرے) وہ جھوٹا اور افترا پرداز ہے

ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم (۹۹)

چھٹے روز ابوالحسن سمری کا انتقال ہو گیا، خلنجی "سرک پر عقاب" نہر کے کنارے دفن کیے گئے۔ (۱۰۰)

امام زماں علیہ السلام کے خاص نائب اپنے زمانے میں سب سے زیادہ پرہیز گار، شریف اور شیعوں کے نزدیک سب سے زیادہ مورد اعتماد و اطمینان تھے۔ غیبت صغریٰ کے زمانے میں شیعہ اپنی مشکلات اور مسائل ان لوگوں کی خدمت میں پیش کرتے تھے اور امام علیہ السلام انھیں

لوگوں کے ذریعہ جواب مرحمت فرماتے تھے۔ اس وقت اس طرح کا ربط ہر ایک کے لئے ممکن تھا یہاں تک کہ بعض صالح اور شائستہ افراد کو یہ شرف بھی نصیب ہوا کہ ان لوگوں کے ذریعہ امامؑ کی خدمت میں حاضر ہو سکے۔

اس زمانے میں وہ معجزات جو ان نائبین کے ذریعہ امام کی طرف سے ظاہر ہوئے اس سے شیعوں کے اعتماد میں اضافہ ہوا۔

شیخ طبرسی علیہ الرحمہ کتاب "احتجاج" میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"امام زمانہؑ (ہماری جانیں ان پر قربان) کے نائبین نے اس وقت تک نیابت کا اظہار نہیں کیا، جب تک امامؑ کا واضح فرمان نہیں آگیا اور گذشتہ نائب نے ان کو نامزد اور معین نہیں کر دیا، اور شیعوں نے اس وقت تک ان کی بات قبول نہیں کی جب تک ان سے کوئی نشانی اور معجزہ نہیں دیکھ لیا، تاکہ ان کی بات کی صداقت اور نیابت کی حقانیت کی دلیل ہو۔" (۱۰۱)

بہر حال "غیبت صغریٰ" کے اختتام کے بعد "غیبت کبریٰ" کا آغاز ہوا، اور ابھی تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ غیبت صغریٰ کے زمانے میں لوگ اپنے مسائل کے جواب نائبین خاص کے ذریعہ خود امام سے حاصل کر سکتے تھے لیکن اب یہ صورت ممکن نہیں ہے۔ لوگ اپنے مسائل امام علیہ السلام کے عام نائبین کی خدمت میں پیش کریں اور جواب حاصل کریں، کیونکہ ان کا جواب اس تخصص کی بنا پر ہے جو انھیں حاصل ہے اور روایات کی روشنی میں حجت ہے۔

کشی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ امام علیہ السلام کی جانب سے ایک توقیع صادر ہوئی جس میں امام علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ:

"ہمارے موثق اور مورد اعتماد افراد جو باتیں ہماری طرف سے نقل کرتے ہیں اس میں شک و تردید کے لئے ہمارے دوستوں کے پاس کوئی عذر اور بہانہ نہیں ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ہم نے اپنے اسرار ان کو واگذار کر دیئے ہیں۔" (۱۰۲)

شیخ طوسیؒ، شیخ صدوقؒ اور شیخ طبرسیؒ نے اسحٰق بن عمار سے یہ روایت

نقل کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ ہمارے مولا حضرت مہدی علیہ السلام نے (غیبت کے زمانے میں شیعوں کی ذمہ داری بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَ اَمَّا الْحَوَادِثُ الْوَاقِعَۃُ فَارْجِعُوا فِیْھَا اِلٰی رُوَاۃِ اَحَادِیْثِنَا فَاِنَّھُمْ حُجَّتِیْ عَلَیْکُمْ وَ اَنَا حُجَّۃُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ۔ (۱۰۳)

" زمانے کے مسائل کے بارے میں ہماری احادیث کے راویوں کی طرف رجوع کرو، کیونکہ وہ میری جانب سے تم پر حجت ہیں اور میں خدا کی جانب سے ان پر حجت ہوں"۔

شیخ طبرسی علیہ الرحمہ کتاب "احتجاج" میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ امام نے ایک روایت کے ضمن میں ارشاد فرمایا:

وَ اَمَّا مَنْ کَانَ مِنَ الْفُقَھَاءِ صَائِنًا لِنَفْسِہٖ حَافِظًا لِدِیْنِہٖ مُخَالِفًا لِھَوَاہُ مُطِیْعًا لِاَمْرِ مَوْلَاہُ فَلِلْعَوَامِ اَنْ یُّقَلِّدُوْہُ۔ (۱۰۴)

" ہر وہ فقیہ جو اپنے نفس کا مراقب ہو، اپنے دین کا محافظ ہو، خواہشات نفس کا مخالف ہو، اپنے مولا (ائمہ علیہم السلام) کا فرمانبردار ہو، تو عوام پر لازم ہے کہ اس کی تقلید کریں"۔

اس طرح غیبت کے زمانے میں مسلمانوں کے امور" ولی فقیہ" کو سپرد کئے گئے ہیں اور اس کی نگرانی میں امور انجام دینا چاہیے۔ گرچہ فتویٰ، قضاوت اور حکم دینے کا منصب پہلے ہی ائمہ علیہم السلام کی طرف سے فقہاء کو دیا جا چکا تھا لیکن فقہاء کی مرجعیت اور رہبری اس تاریخ سے شروع ہوئی اور حضرت امام مہدی علیہ السّلام کے ظہور تک قائم رہے گی۔

غیبت کے مثبت اور منفی آثار

حضرت امام مہدی علیہ السلام پر ایمان فکر و امید کے رشد و نمو کا سبب ہے۔

حضرت مہدی عج کا عقیدہ اور یہ احتمال کہ وہ کسی وقت بھی تشریف لا سکتے ہیں، پاک دل اور شائستہ افراد پر گہرے اثرات رکھتا ہے۔ یہ لوگ اپنے کو آمادہ کرتے ہیں اور ظلم و جور سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں۔ عدل و انصاف اور برابری و برادری کے خوگر بنتے ہیں تاکہ حضرت کی نصرت اور ان کی خدمت میں شرفیابی کی توفیق حاصل کر سکیں، اور حضرت کے دیدار اور زیارت سے محروم نہ رہ سکیں، اور حضرت سے دوری اور ناخوشنودی کی آگ میں نہ جلیں۔ حضرت مہدی عج پر ایمان کہ انھوں نے کسی بھی فاسد حکومت کو تسلیم نہیں کیا ہے اور کسی بھی ستم پیشہ کو قبول نہیں کیا ہے، ان کے پیروکاروں میں یہ جذبہ پیدا کرتا ہے کہ وہ ظالم و سرکش کے مقابلے میں قیام کریں، اس کی حاکمیت تسلیم نہ کریں اور اس کا انکار کریں۔

حضرت کے ظہور کا عقیدہ اس بات کا سبب نہ ہو کہ لوگ باتوں کو آئندہ پر ٹال دیں اور خود کنارہ کشی اختیار کر کے گوشہ نشین ہو جائیں اور امور کی انجام دہی میں ٹال مٹول کریں۔ کفار اور اشرار کے تسلط کو قبول کر لیں، علمی صنعتی ترقیوں کی کوششوں میں کوتاہیاں کریں اور معاشرے کی اصلاح کی فکر نہ کریں۔

یہ نظریہ کہ حضرت مہدی عج کے ظہور کا عقیدہ کاہلی و سستی لاتا ہے، بالکل بے بنیاد ہے۔ اگر ہمارے ائمہ معصومین علیہم السلام اور ان کے فعال شاگرد امام قائمؑ کے ظہور پر ایمان نہیں رکھتے تھے مگر اسلام کے عظیم المرتبت علماء اس کے معتقد نہیں تھے۔ لیکن ان لوگوں نے سعی و کوشش میں بھی کوئی کوتاہی نہیں کی، اور کلمہ اسلام کی سربلندی کے لئے کسی بھی طرح کی فداکاری، جانثاری سے دریغ نہیں کیا، اپنی ذمہ داریوں میں ذرا بھی تساہلی نہیں برتی، اپنی عظیم ذمہ داریوں کو بحسن و خوبی انجام دیا اور سماج میں اپنا موثر کردار یقینی امیدوں کے ساتھ نافذ کیا۔

صدر اسلام کے مسلمانوں نے پیغمبر اسلام ص سے سنا تھا کہ اسلام پھیلے گا اور بڑی بڑی فتوحات نصیب ہوں گی لیکن ان یقینی بشارتوں نے مسلمانوں کی قوت عمل کو کم نہیں کیا بلکہ اس میں اور اضافہ کر دیا، ان لوگوں نے نہایت ثبات قدم اور جواں مردی کے ساتھ اپنے مقاصد حاصل کیے۔

آج بھی مسلمانوں پر بڑی ذمہ داریاں عائد ہیں جنھیں استقامت اور ثبات قدم کے ساتھ انجام دینا ضروری ہے۔ لازم ہے کہ عصری تقاضوں کو پہچانیں اور فرصت سے حتیٰ الامکان استفادہ کریں، ہمہ وقت میدان عمل میں موجود رہیں، بُری باتوں سے روکتے رہیں، اچھائیوں کو پھیلا کر انھیں عملی بنائیں، دشمن کے نفوذ پر پابندی لگائیں۔ دشمنوں کے فکری، اقتصادی، سیاسی اور جنگی حملوں سے اسلام اور مسلمانوں کا دفاع کریں۔ بہت جلد اور بہترین انداز سے تعمیر کردار کریں تاکہ حضرت امام عصر (ہماری جانیں ان کے خاکِ قدم پر قربان) کی نصرت اور زیارت کے لائق بن سکیں، اور حضرت کی عنایتوں کے مستحق بن سکیں اور حضرت کے ظہور پُر نور کے لئے جلد از جلد زمین ہموار کر سکیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے حضرت رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ روایت نقل کی ہے:۔

أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ اِنْتِظَارُ الْفَرَجِ (۱۰۵)

"حضرت ولی عصرؑ کے ظہور کا انتظار بہترین عبادت ہے۔"

چوتھے امام حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ: بارھویں امامؑ کی غیبت طولانی ہوگی، وہ لوگ جو ان کی غیبت کے زمانے میں ان کی امامت کے معتقد اور ان کے ظہور کے منتظر ہوں گے وہ تمام زمانوں کے لوگوں سے بہتر ہیں، کیونکہ خداوند عالم نے انھیں اس قدر عقل، فہم اور معرفت عطا کی ہے کہ ان کے نزدیک غیبت کا زمانہ بالکل حضور امام کے زمانے جیسا ہے۔ خدا نے ان لوگوں کو اس زمانے میں ان مجاہدین کے مانند قرار دیا ہے جو جنگ میں رسولِ خداؐ کے ہمرکاب تھے، یہ لوگ واقعاً مخلص ہیں اور حقیقی شیعہ ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو پوشیدہ اور علانیہ طور پر لوگوں کو خدا کی طرف بلاتے رہتے ہیں۔

اور فرمایا: اِنْتِظَارُ الْفَرَجِ مِنْ اَعْظَمِ الْفَرَجِ (۱۰۶) "ظہور کا انتظار ایک عظیم ترین ظہور ہے۔"

آیۃ اللہ سید صدر الدین صدر مرحوم تحریر فرماتے ہیں:

"انتظار ـــــ جس چیز کا انتظار کیا جا رہا ہے اس کی حفاظت، اور اس کے تحقق کا انتظار ہے اور یہ بات واضح ہے کہ حضرت مہدی عج کے ظہور کے انتظار کے اثرات اپنی اصلاح، معاشرے کی اصلاح، خاص کر شیعہ سماج کی اصلاح سے عبارت ہے، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) انتظار خود بخود ایک بہترین مشق اور نفس انسانی کے لئے بہترین ریاضت ہے۔ یہاں تک کہا گیا ہے کہ الانتظار اشد من القتل (انتظار قتل سے زیادہ شدید ہے) انتظار کا لازمہ یہ ہے کہ انسان اپنی قوتِ فکر کو ہمیشہ مشغول رکھے اور اس کو اس ایک نقطہ پر جمع کر دے جس کا انتظار کر رہا ہے، اس سے انسان کو دو فائدے حاصل ہوں گے۔

الف۔ انسان کی فکری طاقت میں روز بروز اضافہ ہوتا رہے گا۔

ب۔ انسان کو ایک نقطہ پر اپنی فکر کو متمرکز کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔

یہ دو باتیں ایسی ہیں جس کی دنیا و آخرت دونوں کے لئے شدید ضرورت ہے۔

(۲) انتظار انسان کی مصیبتوں، مشکلات اور پریشانیوں کو آسان کر دیتا ہے، کیونکہ اسے اس کا علم ہے کہ ساری پریشانیاں عنقریب ختم ہو جائیں گی۔ کتنا فرق اس مصیبت میں ہے جس کے بارے میں علم ہے کہ یہ عنقریب ختم ہو جائے گی اور اس مصیبت میں جس کے اختتام کا کوئی علم نہیں ہے۔ خاص کر اگر یہ معلوم ہو کہ بہت جلد تدارک ہو جائے گا تو مصیبت اور آسان ہو جاتی ہے۔ (حضرت مہدی علیہ السلام اپنے ظہور سے زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے اور تمام مصیبتوں کا خاتمہ کر دیں گے)۔

(۳) انتظار کا لازمہ یہ ہے کہ انسان میں یہ شوق اور جذبہ بیدار ہو جاتا ہے کہ وہ امام عصرؑ کے اصحاب، شیعہ بلکہ ان کے اعوان و انصار میں شامل ہو اور اس جذبہ کا لازمی نتیجہ اصلاح نفس اور پاکیزگی اخلاق کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرنا، تاکہ انسان اس لائق بن سکے کہ حضرتؑ کے ساتھ جہاد راہِ خدا میں شریک ہو سکے۔ ہاں اس کے۔ لئے اسلامی اخلاق کی ضرورت۔ ہے جو آج کل ہمارے

معاشرے میں بہت کم نظر آتا ہے۔

(۴) انتظار جس طرح نفس کی اصلاح بلکہ دوسروں کی اصلاح کا سبب ہے، وہاں اس بات کا بھی سبب ہے کہ انسان شرائط اور مقدمات کی جمع آوری کی کوشش کرے تاکہ حضرت مہدی علیہ السلام دشمنوں پر غلبہ ہو سکے اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ انسان معارف، علوم اور صنعتوں کو باقاعدہ حاصل کرے۔ کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ حضرتؑ دشمنوں پر عادی طریقے سے غلبہ حاصل کریں گے۔ یہ ہیں انتظار کے بعض اثرات۔ (۱۰۷)

جناب مظفر مرحوم تحریر فرماتے ہیں کہ عالمی مصلح اور حق پر گامزن افراد کے نجات دینے والے کے انتظار کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ لوگ دینی حقائق کے نفاذ کے سلسلے میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں اور کوئی کام انجام نہ دیں خاص کر دینی واجبات جیسے الٰہی قوانین کے نفاذ کے لئے راہِ خدا میں جہاد، امر بالمعروف، نہی از منکر کے بارے میں کسی ذمہ داری کا احساس نہ کریں اور کوئی کام انجام نہ دیں کیونکہ ہر حال میں مسلمان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ الٰہی احکام پر عمل کرے اور صحیح معرفت کی راہ پر گامزن رہے۔ جہاں تک ہو سکے امر بمعروف اور نہی از منکر کرتا رہے۔ اور یہ بات صحیح نہیں ہے کہ مصلح کے انتظار میں واجبات پر عمل کرنے سے دست بردار ہو جائے۔ انتظار مسلمانوں سے کسی طرح کی ذمہ داری سلب نہیں کرتا، اور نہ کسی عمل کی ادائیگی میں تاخیر کا سبب ہوتا ہے۔ (۱۰۸)

یہ بات واضح ہے کہ غیبت کے زمانے میں شیعہ امتحانی اور آزمائشی دور سے گزر رہے ہیں۔ ایک طرف انہیں اپنے دین کی حفاظت کرنا ہے دوسری طرف ظہور کے لئے زمین ہموار کرنا ہے۔ تاکہ حضرت کی رکاب میں اسلام کی نصرت کر سکیں۔ بہت سے افراد اس آزمائش اور امتحان میں کامیاب نہ ہوں گے۔

"جابر جعفی" کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کا ظہور کب ہو گا؟

فرمایا۔ افسوس ہمارا ظہور اس وقت تک نہیں ہو سکے گا جب تک خوب آزمانہ لیے جاؤ، پھر آزمائے جاؤ (امام نے تین مرتبہ اسی جملہ کی تکرار کی) یہاں تک کہ کھوٹے افراد نکل جائیں اور خالص افراد رہ جائیں۔ (۱۰۹)

ہاں انتظار میں یہ خاصیت ہے کہ ذمہ داریوں کو انجام دینے اور سعی و کوشش کے بعد بھی ناامیدی نہیں ہوتی بلکہ ہمیشہ اس بات کا انتظار اور یہ اُمّید لگی رہتی ہے کہ خدا کی طرف سے کسی وقت بھی ظہور ہو سکتا ہے۔

غیبت کا ایک اہم فائدہ یہ بھی ہے کہ اس دوران بشریت اپنی تمام تاب و توانائی بروئے کار لے آئے گی اور مسلسل تجربات سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ وحی خداوندی اور غیبی امداد کے بغیر بشریت کا قافلہ اپنے اصلی مقصد "قرب خدا" تک نہیں پہونچ سکتا۔ آخر کار اس کو وحی اور الٰہی و آسمانی تعلیمات کے سامنے تسلیم ہونا پڑے گا۔

غیبت میں وجودِ امام کے فوائد

بعض افراد امام معصوم کے وجود کے فلسفہ سے باقاعدہ واقف نہیں ہیں، اس لئے وہ یہ سوال کرتے ہیں کہ زمانہ غیبت میں امام کا فائدہ کیا ہے؟ انھیں اس کی اطلاع نہیں ہے کہ تخلیق کائنات کا مقصد اس وقت مکمل ہوگا جب ایک معصوم حجت کا وجود ہو تاکہ وہ اپنی معرفتِ کامل کی بنا پر قرب بارگاہِ الٰہی میں عبادت کر سکے۔

انسان کی خلقت پر فرشتوں کو اعتراض تھا وہ اس کے فسادات کو اس کی عبادت سے ملا رہے تھے اور انسان کی خلقت کو کوئی ترجیح نہیں دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے:—

اَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۝ "کیا زمین میں اسے قرار دے گا جو فساد برپا کرے، خون ریزی کرے

اور ہم تیری حمد کی تسبیح کرتے ہیں اور تیری تقدیس کرتے ہیں۔"

خداوند عالم نے کائنات اور ملکوت کے حقائق کے بارے میں جناب آدم کے علم و معرفت کا اظہار کر کے (جس کی انتہا خدا کی کامل معرفت اور حد درجہ اس کی عبادت و بندگی ہے) فرشتوں کو مطمئن اور خاموش کر دیا۔

جس وقت خدا کے حکم سے جناب آدمؑ نے اپنا علم فرشتوں پر ظاہر کیا اور فرشتے حجت الٰہی کے حقیقی وجود اور خدا کے نزدیک ان کی عظیم منزلت و رفعت سے واقف ہوئے تو یہ حقیقت بھی واضح ہو گئی کہ ان کی تسبیح و تقدیس اولیاء الٰہی کی تسبیح و تقدیس کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی، چونکہ یہ افراد بشریت کے گل سرسبد ہیں لہٰذا بشر کی تخلیق شائستہ اور ضروری ہے۔

ان منتخب افراد کا وجود جس سے فلسفۂ تخلیق کو اطمینان ہوا اور تمام فرشتوں نے اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا کہ ان منتخب افراد کی عبادت کی کوئی مثال نہیں ہے۔ کوئی بھی عبادت ان کی عبادت کا درجہ حاصل نہیں کر سکتی۔ جس طرح سے ابتدا آفرینش میں حجت الٰہی کا وجود تخلیق بشر کے لیے جواز تھا، اسی طرح بشریت کی استمرار بقا کے لئے بھی کافی ہے اور ضروری ہے کہ ہمیشہ انسانی معاشرہ میں حجت الٰہی کا وجود ہو۔ اگر نعمت حیات ہم لوگوں کے شامل حال ہے تو وہ بھی ان منتخب افراد کی برکت سے ہے۔ اگر یہ افراد نہ ہوتے تو ہمارا وجود نہ ہوتا۔ اس وقت جبکہ ہم سب لباس زندگی پہنے ہوئے ہیں۔ اگر ان لوگوں میں سے کوئی نہ رہے تو ہم فوراً ہی نابودی سے جاملیں گے، اس بنا پر حجت الٰہی نہ صرف علوم و معارف میں بشر کے لئے ولی نعمت ہیں بلکہ نعمت وجود میں بھی ذریعہ نعمت اور ولی نعمت ہیں۔ ان کا ہم لوگوں پر عظیم احسان ہے۔

زیارت جامعہ میں یہ الفاظ ملتے ہیں:۔

"مَوَالِيَّ لَا اُحْصِيْ ثَنَائَكُمْ وَلَا اَبْلُغُ مِنَ الْمَدْحِ كُنْهَكُمْ وَمِنَ الْوَصْفِ قَدْرَكُمْ وَ اَنْتُمْ نُوْرُ الْاَخْيَارِ وَ هُدَاةُ الْاَبْرَارِ وَحُجَجُ الْجَبَّارِ بِكُمْ فَتَحَ اللّٰهُ وَ بِكُمْ يَخْتِمُ وَبِكُمْ

يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَ بِكُمْ يُمْسِكُ السَّمَاءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهِ وَ بِكُمْ يُنَفِّسُ الْهَمَّ وَ يَكْشِفُ الضُّرَّ....."

"اے ہماری نعمتوں کے ولی! ہم آپ کی ثنا شمار نہیں کر سکتے اور آپ کی کنہ حقیقت کی مدح نہیں کر سکتے، آپ کی قدر و منزلت کی توصیف سے عاجز ہیں، آپ نیکو کاروں کے نور، پاکیزہ افراد کے رہنما اور خدائے جبار کی حجت ہیں۔ خدا نے آپ کی خاطر تخلیق کا آغاز کیا، اور آپ ہی کی خاطر اس کا اختتام کرے گا۔ آپ ہی کی خاطر پانی برستا ہے، آپ ہی کی خاطر آسمان کو زمین پر آنے سے روکے ہوئے ہے، آپ ہی کی خاطر مصیبتوں کو دور کرتا ہے اور سختیوں اور مشکلات کو برطرف کرتا ہے۔"

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ...... وَبِعِبَادَتِنَا عُبِدَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَلَوْلَا نَا مَا عُبِدَ اللهُ۔ (۱۱۱) "خدا کے بارے میں ہماری معرفت و عبادت کی بنا پر خدا کی عبادت کی جاتی ہے۔ اگر ہم نہ ہوتے تو خدا کی عبادت نہ ہوتی۔"

اکثر روایات میں ملتا ہے کہ "اِنَّ الْاَرْضَ لَا تَخْلُوْا اِلَّا وَ فِيْهَا اِمَامٌ" (۱۱۲) "زمین کبھی بھی امام معصوم سے خالی نہیں رہ سکتی۔"

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم۔ جس وقت جناب آدمؑ کا انتقال ہوا، اس وقت سے آج تک خدا نے کبھی زمین کو امام کے بغیر نہیں رکھا، جس کے ذریعہ سے لوگ خدا تک پہونچتے ہیں اور وہ خدا کی طرف سے لوگوں پر حجت ہیں، بغیر حجتِ خدا کے زمین باقی نہیں رہ سکتی۔ (۱۱۳)

دوسرا مسئلہ امام کی معنوی ہدایت ہے، امام معصوم جس طرح ظاہری اعمال میں ہادی اور رہنما ہیں، حیات معنوی میں بھی ہادی اور رہنما ہیں۔ علمی حقائق ان کی ہدایت میں پھولتے پھلتے ہیں

خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ ۚ (۱۱۴)

"ہم نے انھیں امام بنایا جو ہمارے امر کے ذریعہ لوگوں کی ہدایت کرتے ہیں اور ہم نے کارہائے خیر کی ان کی طرف وحی کردی۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ:-

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا ۖ (۱۱۵)

"چونکہ انھوں نے صبر کیا ہم نے ان میں سے بعض کو امام قرار دیا۔"

علامہ طباطبائیؒ مرحوم تحریر فرماتے ہیں کہ "اس طرح کی آیتوں سے استفادہ ہوتا ہے کہ امام کو ظاہری ارشاد و ہدایت کے ساتھ ساتھ باطنی اور معنوی جذبۂ ہدایت بھی شامل ہو جس کا تعلق عالم امر اور ماورائے مادہ سے ہے۔ حقیقت، نورانیت اور باطنی پاکیزگی کے ذریعہ شائستہ افراد کے دلوں پر تصرف کرتے ہیں اور انھیں مرتبہ کمال اور مقصد تخلیق کی طرف ہدایت کرتے ہیں"۔ (۱۱۶) "وہ لوگ جو یہ اعتراض کرتے ہیں کہ شیعہ امام کے وجود کو بیان، احکام، نشر حقائق اور انسانوں کی ہدایت کے لئے ضروری جانتے ہیں لیکن امام کی غیبت ان مقاصد کو پورا نہیں کرتی، کیونکہ وہ امام جس کی غیبت کی بنا پر لوگ ان تک نہیں پہونچ سکتے تو ایسے امام کے وجود سے کیا فائدہ ـــــ؟ اس طرح کا اعتراض کرنے والے امامت کی حقیقت سے ناواقف ہیں، کیونکہ امامت کی بحث کے ضمن میں یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ امام کی ذمہ داری صرف ظاہری احکام و معارف کی نشر و اشاعت نہیں ہے۔ جس طرح سے لوگوں کی ظاہری ہدایت امام کی ذمہ داری ہے۔ اسی طرح باطنی ہدایت و ولایت امام کی ذمہ داری ہے۔ امام ہی ہیں جو لوگوں کی حیات معنوی کو منظم کرتے ہیں اور اعمال کی حقیقتوں کو خدا کی طرف ہدایت کرتے ہیں۔ ظاہر سی بات ہے کہ امام کی موجودگی یا جسمانی غیبت سے اس بات میں کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔ معنوی ذرائع سے امام لوگوں کے نفوس و قلوب پر باقاعدہ نظر رکھتے ہیں اور

ان سے نزدیک ہیں۔ گرچہ لوگوں کی ظاہری نگاہوں سے پوشیدہ ہیں۔ امام کا وجود ہر حال میں اور ہر وقت ضروری ہے اگرچہ ان کے ظہور اور عالمی اصلاح کا وقت نہیں آیا ہے۔ (۱۱۷)

خواجہ نصیر الدین طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ وجودہ لطف و تصرفہ لطف آخر وعدمہ منا۔ "امام کا وجود لطف ہے امور میں تصرف ایک اور لطف ہے اور عدم تصرف خود ہماری وجہ سے ہے۔"

آفتاب جس کے فائدہ مند ہونے میں کوئی شک نہیں ہے، اگر لوگ آفتاب سے دور ہو جائیں تو آفتاب پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ یہ خود لوگوں کی غلطی ہے کہ انھوں نے کیوں آفتاب سے دوری اختیار کی، اور آفتاب کی شعاعوں سے خود کو پوشیدہ رکھا۔ لیکن یہ خیال بھی نہیں کرنا چاہئے کہ ایسی صورت میں وہ آفتاب سے کچھ بھی استفادہ نہیں کر رہے ہیں، کیونکہ اگر آفتاب نہ ہوتا تو لوگ اپنی پناہ گاہوں میں بھی زندہ نہیں رہ سکتے تھے۔ یہی آفتاب جس سے دُوری اختیار کرلی ہے اور جس کی شعاعوں سے خود کو چھپا لیا ہے اسی نے ان کے لئے کاروکوشش اور غذا و حیات کے وسائل فراہم کئے ہیں۔

اسلامی روایات میں امام غائب علیہ السلام کو بدلیوں میں پوشیدہ آفتاب سے تشبیہ دی گئی ہے۔ سلیمان اعمش" نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ "لوگ اس حجت خدا سے کیونکر استفادہ کریں گے جو نگاہوں سے پوشیدہ ہو۔؟"

فرمایا: "جس طرح بدلیوں میں پوشیدہ آفتاب سے استفادہ کرتے ہیں"۔ (۱۱۸)

"جابر بن عبداللہ انصاری" نے حضرت رسولؐ خدا سے سوال کیا۔ "کیا غیبت کے زمانے میں شیعہ امام غائب سے فائدہ حاصل کریں گے۔"؟

فرمایا۔ ہاں! قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبوت پر مبعوث کیا، لوگ ان کے نور سے روشنی حاصل کریں گے اور ان کی ولایت سے استفادہ کریں گے جس طرح آفتاب سے استفادہ کرتے ہیں گرچہ بادلوں نے اس کو چھپا لیا ہو۔ (۱۱۹)

اس کے علاوہ امام عصر علیہ السلام ہر سال حج کے مراسم میں شرکت فرماتے ہیں اور مجالس و محافل میں تشریف لاتے ہیں۔ کتنے مومنین کی مشکلیں ہیں جو بلاواسطہ یا بالواسطہ حل فرماتے رہتے ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ لوگ ان کو دیکھیں لیکن نہ پہچانیں، امام ان کو دیکھتے بھی ہیں اور پہچانتے بھی ہیں۔ بعض صالح اور شائستہ افراد کو مورد لطف و کرم قرار دیتے ہیں۔ غیبت صغریٰ اور کبریٰ میں بہتوں کو امام کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے اور حضرت سے معجزات اور کرامتیں دیکھی ہیں اور ان کی مشکلیں حل ہوئی ہیں۔

آیۃ اللہ سید صدر الدین صدر علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"حدیث کی کتابیں ہمیں بتاتی ہیں کہ غیبت کے زمانے میں ایک جماعت نے امام علیہ السلام کو دیکھا ہے اور آپ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کیا ہے۔ یہ اس بات میں اور اس روایت میں کوئی منافات نہیں ہے جس میں رویت کے مدعی کے تکذیب کی بات کہی گئی ہے کیونکہ اس روایت کا مطلب جو اس کے ابتدائی حصہ کی مدد سے سامنے آتا ہے وہ یہ کہ نیابت خاصہ کے دعوے دار کی تکذیب کرو۔"

کتنے سوالات ہیں کہ غیبت کبریٰ کے زمانے میں امام نے جواب مرحمت فرمایا ہے، کتنے لوگوں کو دینی اور دنیوی مشکلات سے نجات دلائی ہے، کتنے مریضوں کو شفا دی ہے۔ کتنے بیکسوں اور فقیروں کی نصرت کی ہے کتنے پریشان حال اور راستے میں چھوٹ جانے والے مسافروں کی نصرت کی ہے کتنے پیاسوں کو سیراب کیا ہے اور کتنے غریبوں کی دست گیری کی ہے۔

یہ کتابیں مختلف زمانوں اور مختلف جگہوں پر موثق اور معتبر افراد کے ذریعہ جو ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے تھے، لکھی گئی ہیں۔ ان کتابوں میں ہماری بات کے ثبوت کے لئے اتنی حکایتیں موجود ہیں جنھیں ہم شمار نہیں کر سکتے تھے۔ کتنے لوگ ہیں جو ان کے دیکھنے اور ان کی خصوصیات اور شواہد کو سمجھنے سے یقین حاصل کر سکتے ہیں۔"

(المہدی ص ۱۷۸ - ۱۷۹)

غیبت صغریٰ میں

امام کے معجزات

غیبتِ صغریٰ میں امام کی جانب سے جو معجزات اور کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں اس سے دور اور نزدیک کے شیعوں کا ایمان اور مستحکم ہو گیا اکثر ایسا ہوتا تھا کہ دور اور نزدیک سے امام کے پیروکار بغداد اور سامرا آتے تھے اور امام کے خاص نائبین کے ذریعہ امام سے رابطہ قائم کرتے تھے اور کرامتوں کا مشاہدہ کرتے تھے۔

اس زمانے میں امام علیہ السلام سے اس قدر معجزات ظاہر ہوئے ہیں کہ تفصیلی ذکر کے لئے مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔ جناب شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "غیبت میں امام سے اتنے زیادہ معجزات ظاہر ہوئے ہیں جن کو شمار نہیں کیا جاسکتا"۔ (۱۲۰)

نمونہ کے طور پر صرف چند معجزات کا تذکرہ کرتے ہیں:

(۱) "عیسیٰ بن نصر" کا بیان ہے کہ "علی بن صیمری" نے امام کی خدمت میں ایک خط لکھا اور اپنے لیے ایک کفن کی درخواست کی۔ جواب آیا، تمھیں سال ۸۰ میں (۲۸۰ ہجری یا ۸۰ سال کی عمر میں) اس کی ضرورت پیش آئے گی، اور جیسا کہ امام نے فرمایا تھا، سال ۸۰ میں ان کا انتقال ہو گیا ان کی وفات سے پہلے امام نے کفن بھیج دیا تھا۔ (۱۲۱)

(۲) "علی بن محمد" کا بیان ہے کہ امام کی جانب سے یہ حکم آیا کہ شیعوں کو قبور ائمہ (کربلا اور کاظمین) کی زیارت سے منع کر دیا ہے۔ ابھی چند ماہ نہ گزرے تھے کہ خلیفہ کے وزیر نے "باقطانی" کو بلایا اور اس سے کہا کہ "بنی فرات" (وزیر کے اہل خاندان) اور "برس" (کوفہ اور حلہ کے درمیان ایک مقام) کے باشندوں سے ملاقات کرے اور ان سے کہے کہ وہ کاظمین میں قریش کے مقبروں کی زیارت نہ کریں کیونکہ خلیفہ نے یہ حکم دیا ہے کہ لوگ باقاعدہ نگرانی کرتے رہیں اور جو بھی ائمہ کی زیارت کو جائے اسے گرفتار کر لیں۔ (۱۲۲)

(۳) امام کے دوسرے نائب خاص ابو جعفر محمد بن عثمان کے پوتے کا بیان ہے کہ خاندان نوبختی کی ایک جماعت نے جس میں "ابو الحسن بن کثیر نوبختی" شامل تھے اور ابو جعفر محمد بن عثمان کی صاحبزادی "ام کلثوم" نے مجھ سے بیان کیا کہ قم اور مضافات سے کچھ مال ابو جعفر کو بھیجا گیا کہ وہ امام تک پہونچا دیں۔ لانے والا میرے والد کے گھر بغداد آیا اور مال ان کے حوالے کر دیا۔ جب وہ جانے لگا تو ابو جعفر نے کہا کہ جو چیز تمھارے سپرد کی گئی تھی اس میں سے کچھ کم ہے اور وہ کہاں ہے.؟

لانے والے نے کہا کہ "میرے آقا میرے پاس کوئی چیز باقی نہیں ہے سب چیز آپ کی خدمت میں پیش کر دی ہے"۔

ابو جعفر نے کہا کہ "ایک چیز باقی ہے، اپنے سامان میں تلاش کرو، جو چیزیں تمھارے سپرد کی گئی تھیں انھیں یاد کرو"۔

لانے والا واپس آیا، ذہن پر زور دے کر یاد کرتا رہا اور تلاش کرتا رہا مگر کچھ نہ ملا، جو لوگ اس کے ساتھ تھے انھیں بھی کوئی چیز نہیں ملی، وہ ابو جعفر کی خدمت میں واپس آیا اور کہا، میرے پاس کوئی چیز نہیں رہ گئی ہے، جو کچھ میرے سپرد کیا گیا تھا سب آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

ابو جعفر نے کہا۔ تم سے کہا جاتا ہے کہ دو سردانی لباس (خاص قسم کا بنا ہوا لباس) جو فلاں شخص نے تم کو دیے تھے، وہ کیا ہوا.؟

اس نے کہا۔ ہاں! بخدا آپ صحیح فرما رہے ہیں۔ میں اسے بالکل ہی بھول گیا تھا، اور اب

نہیں معلوم کہ کہاں رکھا ہے۔

دوبارہ واپس آیا اور اپنے سامان میں تلاش کیا اور دوسروں نے اپنے سامان میں تلاش کیا مگر وہ لباس نہ ملا۔

ابوجعفر کی خدمت میں واپس آیا اور لباس کے لاپتہ ہوجانے کو بیان کیا۔ ابوجعفر نے کہا، تم سے کہا جاتا ہے کہ فلاں دُھنیے کے پاس جاؤ، تم اس کے لئے دو گٹھر روئی لے گئے تھے ایک گٹھر پر فلاں فلاں لکھا ہے اس کو کھولنا وہ دونوں لباس اسی گٹھر میں ہیں۔

ابوجعفر کی زبانی یہ بات سُن کر اسے بہت حیرت ہوئی۔ خود وہاں گیا۔ گٹھر کھولا اور لباس مل گیا، لاکر ابوجعفر کی خدمت میں پیش کردیا اور کہا۔ میں واقعاً بھول گیا تھا، جس وقت سامان باندھ رہا تھا، یہ دو لباس رہ گئے تھے میں نے انھیں ایک گٹھر میں رکھ دیا تھا تاکہ زیادہ محفوظ رہے۔

اس شخص نے جناب ابوجعفر سے جو یہ عجیب وغریب بات دیکھی کہ پیغمبر اور امام کے علاوہ کوئی اور اس طرح کی باتیں نہیں جانتا، وہ ہر جگہ اس کو بیان کرتا تھا۔ وہ خود ابوجعفر کو نہیں پہچانتا تھا اس کے ذریعہ صرف اموال بھیجے جاتے تھے، جس طرح سے تاجر اپنے اموال مورد اعتماد افراد کے ذریعہ دوسروں تک بھیجتے ہیں، اس کے پاس کوئی خط بھی نہیں تھا کہ جسے ابوجعفر کو دیتا، کیونکہ "معتضد عباسی" کا زمانہ تھا اور مشکلات بہت زیادہ تھیں، تلواروں سے خون ٹپک رہا تھا۔ خاص افراد کے درمیان امام کے روابط بالکل پوشیدہ تھے۔ اس لئے جو چیز ابوجعفر کو بھیجی جاتی تھی، لانے والوں کو اس کی کوئی خبر نہ ہوتی تھی، صرف ان سے اتنا کہا جاتا تھا کہ یہ مال فلاں جگہ لے جاؤ اور فلاں کے حوالے کردو، اس کے علاوہ اور کچھ نہیں بتایا جاتا تھا اور نہ کوئی خط دیا جاتا تھا، تاکہ کوئی مال بھیجنے والوں کا پتہ نہ لگا سکے۔ (۱۲۳)

(۴) "محمد بن ابراہیم بن مہزیار اہوازی" کا بیان ہے کہ "جب حضرت امام حسن عسکریؑ کا انتقال ہوا (امام غائب کے بارے میں) مجھے شک وشبہ ہونے لگا۔ اس وقت میرے والد کے پاس کافی مال (سہم امام وغیرہ) جمع تھا، والد نے وہ مال بار کیا تاکہ امام تک پہونچادیں۔ کشتی میں

سوار ہوئے، میں انھیں رخصت کرنے آیا۔ اس وقت ان پر درد کا شدید حملہ ہوا، مجھ سے کہنے لگے مجھے واپس لے چلو، واپس لے چلو، میری موت آپہونچی ہے۔ خدا کے مال کا خیال رکھنا، اور ڈرتے رہنا۔ پھر انھوں نے مجھ سے وصیتیں کیں اور ان کا انتقال ہوگیا۔

میں نے اپنے آپ سے کہا، میرے والد ایسے نہ تھے کہ مجھے غلط بات کی وصیت کرتے، میں یہ مال عراق لے جاؤں گا، دریا کے کنارے کرایہ پر مکان لوں گا، اور کسی کو اس کی اطلاع نہیں دوں گا، جو باتیں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانے میں ظاہر ہوتی تھیں، اگر اس طرح کی کوئی بات میرے لئے ظاہر ہوئی تب تو یہ مال بھیج دوں گا ورنہ صدقہ کردوں گا۔

میں عراق آیا۔ دریا کے کنارے گھر لیا، چند روز بعد ایک قاصد میرے پاس آیا اور ایک تحریر لایا۔ "اے محمد! تمھارے پاس اس اس طرح کا مال ہے اور اس اس طرح کے تھیلوں میں رکھا ہوا ہے"۔ جو چیزیں میں لایا تھا، ان کی جزئیات سے میں خود بھی اتنا واقف نہیں تھا۔

وہ اموال قاصد کے حوالے کردیئے، چند روز وہاں رہا، مگر کسی نے میری کوئی خبر نہیں لی جس کا مجھے افسوس ہوا، اسی دوران ایک خط مجھے ملا۔ "ہم نے تمھیں تمھارے والد کا قائم مقام قرار دیا ہے، خدا کا شکر ادا کرو"۔ (۱۲۴)

(۵) "حسن بن فضل یمانی" کا بیان ہے کہ میں سامرا گیا، امام کی جانب سے مجھے ایک تھیلی ملی جس میں چند دینار اور دو کپڑے تھے، میں نے اسے واپس کردیا۔ کیا ان لوگوں کے نزدیک میں اسی لائق ہوں۔ مجھے فکر نے گھیر لیا تھا، بعد میں شرمندہ ہوا، خط لکھا اور معذرت خواہ ہوا۔ توبہ و استغفار کیا، اور خدا سے یہ عہد کیا کہ اگر وہ تھیلی مجھے واپس مل جائے تو ہرگز اسے نہیں کھولوں گا، اس میں سے کچھ خرچ بھی نہیں کروں گا، اپنے والد کے پاس لے جاؤں گا کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔

وہی شخص جو میرے لئے تھیلی لایا تھا، امام کی جانب سے یہ پیغام لایا کہ تم نے بہت غلط کام کیا۔ ہم اپنے دوستوں کے ساتھ کبھی اس طرح کا برتاؤ کرتے ہیں۔ کبھی وہ ہم سے ایسی

چیزیں مانگتے ہیں تاکہ اسے تبرک سمجھیں۔

میرے پاس پیغام آیا۔ تم نے غلطی کی، ہمارے ہدیہ اور احسان کو قبول نہیں کیا چونکہ تم نے خدا کی بارگاہ میں توبہ کرلی ہے، خدا تمھارے گناہوں کو بخش دے گا۔ چونکہ تمھارا ارادہ اور نیت یہ ہے کہ دینار میں تصرف نہیں کروگے اور نہ سفر میں خرچ کروگے، لہٰذا ہم نے انھیں دوبارہ نہیں بھیجا۔ لیکن تمھیں دو کپڑوں کی ضرورت ہے کہ ان کو اپنا لباسِ احرام قرار دو۔ (۱۲۵)

(۶) قم کے عظیم المرتبت بزرگ "محمد بن سورہ قمی" کا بیان ہے کہ "علی بن حسین بابویہ" نے اپنے چچا "محمد بن موسیٰ بابویہ" کی صاحبزادی سے شادی کی، لیکن کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ امام کے تیسرے نائب خاص "حسین بن روح" کو ایک خط لکھا، ان کے ذریعہ امام سے درخواست کی کہ دعا فرمائیں کہ خدا مجھے فقیہ فرزند عطا فرمائے۔

امام کی جانب سے جواب آیا، اس بیوی سے کوئی اولاد نہیں ہوگی لیکن تم عنقریب ایک دیلمی کنیز کے مالک بنو گے اس سے دو فقیہ فرزند نصیب ہوں گے۔

ابن بابویہ کے تین فرزند پیدا ہوئے (محمد[۱]، حسین اور حسن) محمد اور حسین دو خوش حافظہ فقیہ ہیں، وہ باتیں انھیں یاد ہیں جو قم میں کسی کو یاد نہیں، ان کے دوسرے بھائی حسن ہیں، عبادت اور زہد میں مشغول ہیں، لوگوں سے بالکل کنارہ کش ہیں اور فقہ کی بھی کوئی خاص معلومات نہیں رکھتے۔

---

[۱] علی بن حسین بابویہ کے فرزند محمدؒ جو امام کی دعا سے متولد ہوئے، یہ وہی شیخ صدوق علیہ الرحمہ ہیں، جو "ابن بابویہ" کے نام سے مشہور ہیں۔ چوتھی صدی ہجری کے علماء میں عظیم المرتبت عالم۔ بہت اہم اہم کتابیں تحریر کی ہیں۔ محدث قمی مرحوم لکھتے ہیں کہ تقریباً تین سو کتابیں لکھی ہیں جن میں سے "من لایحضرہ الفقیہ"۔ "توحید صدوق" "خصال"۔ "اکمال الدین"۔ "عیون اخبار الرضا" زیادہ مشہور ہیں۔ ۳۸۱ھ ہجری میں انتقال ہوا، شہر ری کے قبرستان میں جو ابن بابویہ کے نام سے مشہور ہے، دفن ہیں۔ آپ کا مزار مسلمانوں کی زیارت گاہ ہے۔

علی بن حسین کے دو فرزند ابو جعفر (محمد) اور ابو عبداللہ حسین کے حافظے سے لوگ حیرت زدہ ہیں اور روایات کے نقل میں تعجب کرتے ہیں، لوگ کہتے ہیں کہ امام کی دعا کی بدولت یہ منزلت آپ کو نصیب ہوئی ہے۔ قم کے باشندوں میں یہ بات بہت زیادہ مشہور ہے۔ (۱۲۶)

امام کا دیدار

جناب شیخ طبرسیؒ نے اپنی کتاب "اعلام الوریٰ" میں ایسے افراد کا تذکرہ کیا ہے جنھیں امام کی زیارت یا امام کے معجزات دیکھنے کا شرف حاصل ہوا ہے ان میں تیرہ[۱۳] افراد ہیں جو بغداد، کوفہ، اہواز، ہمدان، قم، ری، آذربائیجان اور نیشاپور میں امام علیہ السلام کے وکیل یا کارگزار تھے۔ اور پچاس افراد بغداد، ہمدان، دینور، اصفہان، صیمرہ، قم، ری اور قزوین وغیرہ کے باشندے تھے۔ (۱۲۷)

چودھویں صدی ہجری کے عظیم المرتبت عالم جناب حاجی نوریؒ نے اپنی معتبر کتاب "مستدرک الوسائل" اور "نجم الثاقب" میں ان افراد کے علاوہ جن کا تذکرہ طبرسی علیہ الرحمہ نے کیا ہے، ایسے ۱۲۰ افراد کا ذکر کیا ہے جنھوں نے حضرت امام مہدیؑ کی زیارت کی یا انھیں معجزہ دیکھنے کا شرف حاصل ہوا یا دونوں سعادتیں حاصل کیں۔ فرماتے ہیں کہ "اس سے بھی زیادہ ایسے افراد ہو سکتے ہیں جنھیں یہ دونوں سعادتیں نصیب ہوئی ہوں، ان افراد کے تذکرے اور حکایتیں الحمدللہ علماء کی کتابوں میں سند کے ساتھ مذکور ہیں، چنانچہ وہ شخص جو ان کتابوں کے مصنفین کے حالات سے باخبر ہو، ان کے تقویٰ، فضیلت اور عظمت سے واقف ہو، وہ ان حکایتوں کے تواتر کے بارے میں شک نہیں کر سکتا اور اسے اس بارے میں یقین حاصل ہو سکتا ہے کہ یہ تمام معجزات حضرت امام زمانؑ کی جانب سے ظاہر ہوئے ہیں اور اس بات کا احتمال نہیں دے سکتا کہ ان تمام واقعات کو بیک وقت گڑھ لیا گیا ہو۔ کیونکہ ائمہ معصومین علیہم السلام

کے جو معجزات ہم تک پہونچے ہیں وہ ابھی اسی طرح پہونچے ہیں ۔ (۱۲۸)
بعض بزرگ علماء نے ان افراد کا نام اور داستانیں اپنی کتابوں میں ذکر کی ہیں جنھیں غیبت کبریٰ میں امام کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا ، یا بیداری یا خواب کے عالم میں امامؑ کی کرامات اور معجزات دیکھنے کا شرف حاصل ہوا ۔ ان کتابوں میں "کشف الاستار" ۔ "بحارالانوار" طبع قدیم کی تیرھویں جلد اور طبع جدید کی ۵۱ ویں جلد ۔ " دارالسلام " اور حاجی نوری مرحوم نے اپنی کتاب " نجم الثاقب " کے ساتویں باب میں سو حکایتیں نقل کی ہیں ۔ آغاز میں تحریر فرمایا ہے کہ :
" حضرتؑ کے جو معجزات اس باب میں ذکر کروں گا وہ بہت کافی ہیں ، ان میں اکثر کی اسناد بہت صحیح اور مستحکم ہیں ۔ اگر ان واقعات میں ذرا بھی غور کیا جائے تو سابقہ معجزات اور قدیم کتابوں کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی "۔
یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ " ان لوگوں ــــ حکایت نقل کرنے والوں ــــ کے بارے میں جس چیز کا خاص خیال رکھا ہے وہ ان لوگوں کی صداقت و دیانت داری ہے ۔ ہر سُنی ہوئی بات نقل نہیں کروں گا ۔ الحمدللہ سب امانت داری ، صداقت اور اعتماد میں برابر کے شریک ہیں ان میں اکثر بلند درجات اور صاحب کرامت ہیں "۔ (۱۲۹)
" حاجی نوری " کے بعد بھی لوگوں کو حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے عظیم المرتبت عالم جناب لطف اللہ صافی مدظلہ العالی نے اپنی کتاب " اصالت مہدویت " میں چند واقعات نقل کئے ہیں اور لکھا ہے کہ " اختصار کے پیش نظر صرف ان معجزات کو نقل کر رہا ہوں جو ہمارے زمانے میں رونما ہوئے ہیں "۔ (۱۳۰)
اس مختصر سی کتاب میں بلند پایہ کتاب " نجم الثاقب " سے صرف ایک واقعہ نقل کر رہے ہیں مزید واقعات کے لئے قارئین ذکر شدہ کتابوں کی طرف رجوع کریں ۔
بزرگ مرتبہ عالم " علی بن عیسی اربلی " اپنی کتاب " کشف الغمہ " میں تحریر فرماتے ہیں کہ مومنین کے ایک معتبر گروہ نے مجھے بتایا کہ " حلے " میں ایک شخص تھا جس کو اسمٰعیل بن عیسی بن

حسن ہرقلی" کہتے تھے وہ ایک دیہات کا باشندہ تھا جس کو " ہرقل " کہتے تھے، میرے ہی زمانے میں اس کا انتقال ہوا مگر میری اس سے ملاقات نہ ہوئی. اس کے فرزند "شمس الدین" نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں جوان تھا، اس وقت میری بائیں ران میں ایک پھوڑا نکلا تھا جو ایک مٹھی کے برابر تھا. ہر سال بہار کے موسم میں وہ پھوٹ جاتا تھا اور خون و مواد بہتا تھا اور انتہی تکلیف ہوتی تھی کہ میں کوئی کام نہیں کر سکتا تھا ۔ حلہ گیا اور وہاں عالم جلیل " رضی الدین علی بن طاؤس " کی خدمت میں حاضر ہوا اور درد و الم کی داستان بیان کی۔ انھوں نے حلہ کے جراحوں کو بلایا، انھوں نے اس کو دیکھا اور کہا کہ یہ پھوڑا رگ پر نکلا ہوا ہے اور اس کا کوئی علاج نہیں ہے، بس ایک علاج ہے اور وہ یہ کہ ٹانگ کاٹ دی جائے مگر اس بات کا خطرہ ہے کہ کہیں رگ نہ کٹ جائے اور اگر رگ کٹ گئی تو اسمٰعیل کا زندہ رہنا مشکل ہے، ٹانگ کاٹنے سے خطرہ زیادہ ہے لہٰذا ہم یہ کام نہیں کریں گے ۔

سید بن طاؤس نے اسمٰعیل سے فرمایا، تم یہیں ٹھہرو، کچھ دنوں بعد میں بغداد جاؤں گا، تم بھی میرے ساتھ چلنا، وہاں بغداد کے جراحوں کو دکھاؤں گا، ہوسکتا ہے ان کے پاس اس کا کوئی علاج ہو، اس کی کوئی دوا ہو۔ سید بغداد تشریف لائے ۔ جراحوں کو بلایا، سب نے یک زبان وہی بات کہی جو حلے کے جراحوں نے کہی تھی اور اسی طرح معذرت خواہ ہوئے ۔ یہ سن کر اسمٰعیل بہت زیادہ متاثر ہوئے اور نہایت غمگین ہوئے ۔ سید نے ان سے کہا کہ اس نجاست اور کثافت جس میں تم مبتلا ہو، خدا تمھاری نماز اسی حالت میں قبول فرمائے گا، اور اس درد و مصیبت میں صبر کرنے پر اجر و ثواب ضرور ملے گا ۔

اسماعیل نے کہا، جب صورت حال یہ ہے تو سوچتا ہوں سامرا جاؤں، زیارت کروں اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کی بارگاہ میں استغاثہ کروں اور انھیں سے فریاد کروں ۔ اسمٰعیل سامرا چلے گئے ۔

" کشف الغمہ " کے مؤلف کہتے ہیں کہ میں نے ان کے فرزند کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ

"میں نے اپنے والد کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ جب میں اس نورانی مزار پر پہونچا امام علی نقیؑ اور امام حسن عسکری علیہ السلام کی زیارت کی۔ سرداب (امام حسن عسکری علیہ السلام کے حرم میں ایک جگہ ہے یہ امام کے گھر کا حصّہ ہے، لوگوں نے یہاں بھی امام زمانہ علیہ السلام کو دیکھا ہے) گیا۔ وہاں رات بسر کی، ساری رات بارگاہ الٰہی میں گریہ وزاری کرتا رہا۔ امام زمانہؑ سے فریاد کرتا رہا۔ صبح کو دریائے دجلہ گیا، کپڑے دھوئے اور غسلِ زیارت بجالایا۔ لوٹا بھرا، اور روضہ مطہر کی سمت روانہ ہوا کہ ایک بار اور زیارت کرلوں۔ ابھی قلعہ تک نہیں پہونچا تھا کہ دیکھا چار سوار چلے آرہے ہیں۔ اس روضہ کے مضافات میں بعض شرفا کے گھر تھے۔ میں نے خیال کیا کہ یہ لوگ اسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ جب یہ لوگ میرے نزدیک پہونچے دیکھا دو جوان ہیں، دونوں تلواریں لٹکائے ہوئے ہیں، ایک کے رُخ پر سبزہ اگ رہا تھا اور ایک بوڑھا شخص تھا، بڑی ہی پاکیزہ وضع قطع اور ہاتھ میں نیزہ لیے ہوئے تھا، تیسرا ایک شمشیر حمائل کیے ہوئے تھا اور چوتھا شخص مخصوص لباس پہنے ہوئے تھا، تحت الحنک[۱۳۱] باندھے ہوئے تھا اور ہاتھ میں نیزہ تھا۔ وہ پیر مرد اس کے داہنی جانب کھڑا ہو گیا اور نیزہ زمین پر ٹیک دیا۔ وہ دو جوان اس شخص کے بائیں جانب آکھڑے ہوئے اور جو شخص مخصوص لباس پہنے ہوئے تھا وہ درمیان میں رہا۔ مجھے سلام کیا۔ میں نے سلام کا جواب دیا۔ اس شخص نے کہا۔ کل تم روانہ ہو جاؤ گے۔؟

عرض کیا۔ جی ہاں۔

فرمایا۔ ذرا نزدیک آؤ، دیکھوں کیا چیز تم کو تکلیف دے رہی ہے؟
میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ یہ بادیہ نشین نجاست سے بہت زیادہ پرہیز نہیں کرتے ہیں، میں نے ابھی غسل کیا ہے اور لباس پاک کیا ہے اور لباس ابھی تر ہے اگر ان لوگوں کا ہاتھ نہ لگے تو زیادہ اچھا ہے۔ میں ابھی اسی فکر میں غرق تھا کہ وہ جھکے اور مجھے اپنی طرف کھینچا اور زخم پر اپنا ہاتھ رکھا اور اس طرح دبایا کہ درد ہونے لگا۔ پھر وہ سیدھے ہو گئے اور زمین پر کھڑے ہو گئے اسی وقت اس مرد پیر نے کہا" افلحت یا اسمٰعیل" اے اسمٰعیل تم ٹھیک ہو گئے۔

میں نے جواب میں کہا افلحتم "تم بھی کامیاب رہو"۔ لیکن مجھے اس بات پر سخت تعجب تھا کہ یہ لوگ میرا نام کس طرح جانتے ہیں۔ وہی پیرمرد جس نے مجھ سے کہا تھا کہ تم ٹھیک ہو گئے اسی نے کہا۔ "یہ امام ہیں امام"۔ میں دوڑ کر ان کے قدموں پر گر پڑا۔ امام علیہ السلام روانہ ہوئے میں ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا، اور گریہ وزاری کرنے لگا، امام نے فرمایا:

"واپس جاؤ"۔

عرض کیا۔ "میں آپ سے الگ نہیں رہ سکتا"۔

پھر امام نے فرمایا۔ "واپس جاؤ۔ واپس جانا تمھارے لیے بہتر ہے"۔

میں نے پھر وہی بات دہرائی۔ اس وقت اس پیرمرد نے مجھ سے کہا۔ "اے اسمٰعیل تمھیں شرم نہیں آتی۔ دو مرتبہ امام نے تم سے واپس جانے کو کہا۔ مگر تم ان کی بات نہیں مانتے ہو۔؟"

یہ سُن کر میں وہیں رک گیا۔ جب یہ لوگ مجھ سے چند قدم دور ہو گئے پھر ایک مرتبہ امامؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ "جب تم بغداد پہونچو گے "مستنصر" (۱۳۲) تم کو بلائے گا اور تمھیں کچھ دے گا بھی، لیکن تم لینا نہیں۔ اور میرے فرزند "رضی" (۱۳۳) سے کہنا کہ تمھارے بارے میں "علی بن عوض" کو لکھیں۔ میں نے اس سے تمھاری سفارش کر دی ہے، جو تم چاہو گے وہ تمھیں دے دے گا"۔

میں وہیں کھڑا رہا۔ یہاں تک کہ یہ لوگ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ میں بہت زیادہ افسوس کرتا رہا، دیر تک وہیں بیٹھا رہا۔ بعد میں روضۂ اقدس کی طرف آیا۔ لوگوں نے مجھے دیکھ کر کہا۔ تمھاری حالت بدلی ہوئی ہے کیا تمھیں کوئی تکلیف پہونچی ہے۔؟

میں نے کہا۔ نہیں تو۔

لوگوں نے کہا۔ کیا کسی سے تکرار ہو گئی ہے۔؟

کہا۔ نہیں۔ "ہاں یہ تو بتاؤ کہ کچھ سوار ادھر سے گزرے ہیں ان کو دیکھا ہے"۔

لوگوں نے کہا۔ ہاں یہ شرفا ہیں۔

میں نے کہا۔ نہیں یہ وہ لوگ نہیں ہیں ان میں سے ایک امامؑ ہیں۔

لوگوں نے کہا۔ وہ پیر مرد، یا جو مخصوص لباس پہنے ہوئے ہے۔؟

میں نے کہا۔ وہ شخص جو مخصوص لباس پہنے ہوئے ہے

لوگوں نے کہا۔ تم نے اپنا زخم ان کو دکھایا۔

میں نے کہا۔ ہاں انھوں نے اس کو دبایا اور درد ہوا۔

اس وقت ان لوگوں نے ران سے پٹی کھولی۔ وہاں زخم کا نام ونشان بھی نہیں تھا۔ میں دیکھ کر خود بہت زیادہ پریشان ہوا۔ دوسری ران کھولی وہاں بھی کوئی نام ونشان نہیں تھا۔ اس وقت لوگوں نے مجھ پر ہجوم کر دیا، میرا لباس تار تار کر دیا۔ اگر وہاں کے لوگ مجھے نہ بچاتے تو اس بھیڑ میں پامال ہو جاتا۔ فریاد وفغاں کی آوازیں اس شخص تک پہونچیں جو "بین النہرین" کا نگراں تھا۔ وہ آیا اس نے سارا واقعہ سُنا اور چلا گیا۔ تاکہ اس واقعہ سے مرکز کو مطلع کر سکے۔ میں نے رات وہیں بسر کی، صبح کو لوگ مجھے رخصت کرنے آئے اور دو افراد کو میرے ہمراہ کر کے واپس چلے گئے۔

دوسرے دن صبح بغداد پہونچا۔ دیکھا پل پر کافی لوگ جمع ہیں، جو بھی آرہا ہے اس سے اس کا نام ونسب پوچھ رہے ہیں۔ جب ہم وہاں پہونچے اور انھوں نے میرا نام ونسب دریافت کیا پھر تو سب لوگ مجھ پر ٹوٹ پڑے۔ دوبارہ جو لباس پہنا تھا اس کو بھی لوگوں نے پارہ پارہ کر دیا۔ اس طرح لوگ ٹوٹے پڑ رہے تھے کہ نزدیک تھا کہ رُوح بدن سے نکل جائے۔ اتنے میں سید رضی الدین ایک جماعت کے ہمراہ وہاں پہونچے، لوگوں کو مجھ سے دُور کیا۔ "بین النہرین" کے نگراں نے واقعہ سے بغداد کو باخبر کر دیا تھا۔ سید نے مجھ سے فرمایا، یہ تم ہو جس کو شفا نصیب ہوئی ہے کہ سارے شہر میں اس کا چرچا ہے۔

میں نے عرض کیا۔ "جی ہاں"۔

سید گھوڑے سے اترے۔ میری ران دیکھی۔ وہ اس سے پہلے زخم دیکھ چکے تھے، لیکن اب اس کا کوئی اثر نہ تھا، یہ دیکھ کر سید بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو فرمایا کہ وزیر نے مجھے بلایا اور کہا کہ سامراء سے اس طرح کی ایک خبر آئی ہے، کہتے ہیں کہ وہ شخص آپ سے مربوط ہے۔ آپ جلد اس خبر سے مجھے مطلع فرمائیے۔

سید مجھے اس وزیر کے پاس، جو قمی تھا، لے گئے اور کہا کہ یہ شخص میرا بھائی ہے اور میرے اصحاب میں مجھے بہت زیادہ عزیز ہے۔

وزیر نے کہا۔ وہ واقعہ میرے لئے بھی بیان کرو۔

میں نے اوّل سے آخر تک سارا واقعہ بیان کر دیا۔ وزیر نے طبیبوں اور جرّاحوں کو بلانے کے لئے آدمی بھیجے۔ جب سب آ گئے تو وزیر نے کہا۔ تم نے اس شخص کے زخم کو دیکھا تھا؟

سب نے کہا۔ ہاں۔

دریافت کیا۔ اس کا علاج کیا ہے۔؟

سب نے کہا۔ اس کا صرف ایک علاج ہے کہ کاٹ دیا جائے۔ اور اگر کاٹ دیا جائے تو اس کا زندہ بچنا مشکل ہے۔

دریافت کیا۔ فرض کرو کہ زندہ بچ جائے تو اس کا زخم کتنے دنوں میں اچھا ہوگا۔؟

انھوں نے کہا کہ، کم سے کم دو مہینے تک زخم باقی رہے گا، پھر کچھ مندمل ہوگا، لیکن وہاں پر سفید نشان پڑ جائے گا اور وہاں بال بھی نہیں نکلے گا۔

پھر دریافت کیا کہ تم لوگوں نے کتنے دن پہلے اس کو دیکھا تھا۔؟

انھوں نے کہا۔ آج دسواں دن ہے۔

وزیر نے ان کو نزدیک بلایا اور میری ران دکھائی۔ انھوں نے دیکھا کہ دوسری ران سے بالکل فرق ہی نہیں ہے، اور اس زخم کا کوئی اثر نہیں ہے۔ اس وقت ان میں سے ایک عیسائی طبیب نے چیخ ماری اور کہا۔ "واللہ ھذا من عمل المسیح"۔ (خدا کی قسم یہ عیسیٰ بن مریم

کا معجزہ ہے۔")
وزیر نے کہا۔ جب تم لوگوں میں سے کسی کا یہ کام نہیں ہے، میں جانتا ہوں کہ یہ کس کا کام ہے۔ یہ خبر خلیفہ تک پہونچی۔ اس نے وزیر کو طلب کیا۔ وزیر مجھے اپنے ساتھ لے گیا۔ مستنصر (خلیفہ) نے مجھ سے کہا کہ سارا واقعہ اس کے لئے بیان کردوں۔ جب میں نے سارا واقعہ سنا دیا تو مستنصر نے خادم سے ایک تھیلی منگوائی جس میں ہزار دینار تھے۔ مجھ سے کہا کہ اس کو اپنے مصرف میں لاؤ۔

میں نے کہا۔ میں اس میں سے ایک دانہ بھی قبول نہیں کرسکتا۔

اس نے کہا۔ کس سے ڈر رہے ہو۔؟

میں نے کہا۔ اسی سے جس نے یہ کام انجام دیا ہے۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ ابو جعفر (مستنصر) سے کوئی چیز قبول نہ کرنا۔ خلیفہ کا چہرہ اتر گیا اور رونے لگا۔

صاحب کشف الغمہ کا بیان ہے کہ حسن اتفاق یہ کہ جس دن میں اس واقعہ کو کچھ لوگوں کے سامنے بیان کر رہا تھا، جب واقعہ بیان کر چکا تو مجھے معلوم ہوا کہ ان لوگوں میں "اسمٰعیل" کے فرزند "شمس الدین محمد" بھی ہیں۔ میں انھیں نہیں پہچانتا تھا۔ میں نے ان سے دریافت کیا۔ آپ نے زخم کے عالم میں اپنے والد کی ران دیکھی تھی۔؟

کہا۔ میں اس وقت بچہ تھا، لیکن صحت کے زمانے میں ران دیکھی تھی وہاں بال نکل آئے تھے اور اس زخم کا کوئی نام و نشان نہیں تھا۔ میرے والد سال میں ایک مرتبہ بغداد آتے تھے، سامرا جاتے تھے، مدتوں وہاں رہتے تھے۔ مسلسل رویا کرتے تھے، افسوس کرتے رہتے تھے کہ کاش ایک مرتبہ اور حضرت کی زیارت نصیب ہو جائے لیکن پھر یہ شرف حاصل نہیں ہوا۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے کہ چالیس مرتبہ زیارت کرنے گئے اور دوبارہ امام زمانؑ کو دیکھنے کی حسرت لے کر اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔"

اس حکایت کے خاتمہ پر "نجم الثاقب" کے مؤلف "شیخ حر عاملی" کی کتاب "امل الآمل"

سے نقل کرتے ہیں کہ "محمد بن اسمٰعیل" اسمٰعیل ہرقلی کے فرزند تھے۔ عالم فاضل تھے اور علامہ حلیؒ کے شاگردوں میں تھے"۔ (۱۳۴)

"سید بن طاؤس" بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے زمانے میں ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جنھوں نے امامؑ کو دیکھا ہے بعض افراد تو ایسے تھے جو لوگوں کے مسائل کے جوابات امامؑ سے دریافت کرتے تھے اور لوگوں تک پہونچاتے تھے"۔ (۱۳۵)

گیارھویں صدی ہجری کے بلند مرتبہ اور جلیل القدر شیعہ عالم جناب شیخ حر عاملی ہرقلی کی داستان سے مشابہ ایک داستان نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اس طرح کے واقعات ہمارے زمانے میں اور ہم سے پہلے امام کی جانب سے تواتر سے ثابت ہیں اور یقینی ہیں۔ (۱۳۶)

مزید یہ بھی فرماتے ہیں، بہت ہی معتبر افراد نے مجھ سے بیان کیا کہ بیداری کے عالم میں صاحب الامر علیہ السلام کو دیکھا ہے اور متعدد معجزات دیکھے ہیں اور امام بزرگوار نے ان لوگوں کو بعض پوشیدہ اور غیبی باتوں سے باخبر بھی کیا ہے۔ ان کے حق میں دعائیں فرمائی ہیں اور دُعائیں قبول ہوئی ہیں۔ ان لوگوں کو خطرات سے نجات دلائی ہے جس کی شرح و تفصیل بیان نہیں کی جاسکتی۔ یہ سب چیزیں امام علیہ السلام کے واضح اور آشکار معجزات ہیں۔ (۱۳۷)

مزید یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے خود خواب کے عالم میں حضرت مہدی علیہ السلام سے معجزات دیکھے ہیں (۱۳۸) بعد میں وہ ان معجزات کو نقل بھی کرتے ہیں۔

ظہور کے وقت کا تعین

جیسا کہ پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ امام زمانہ علیہ السلام کے چوتھے نائب خاص حضرت ابو الحسن سمری کی وفات کے بعد غیبت کبریٰ کا دور شروع ہو گیا اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ اس دور کے اختتام پر خداوند عالم کے حکم سے حضرت امام زمانہ علیہ السلام کا ظہور ہو گا۔ بہت سی روایتوں

میں ائمہ معصومین علیہم السلام نے اس امر کی وضاحت فرمائی ہے کہ ظہور کا وقت معین نہیں کیا جا سکتا بس خدا جانتا ہے، خدا ہی کے حکم سے ایکا ایکی ظہور ہو گا۔ جو شخص بھی ظہور کا وقت معین کرے وہ جھوٹا ہے۔

"فضیل" نے امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا۔ کیا اس امر کے لئے کوئی وقت معین ہے۔

امام نے تین مرتبہ فرمایا: کذب الوقاتون۔ وقت معین کرنے والے جھوٹے ہیں۔ (۱۳۹)

"اسحٰق بن یعقوب" نے محمد عثمان عمری کے ذریعہ امام زمانہ علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط لکھا اور چند سوالات دریافت کئے۔ امام نے جواب کے ضمن میں ظہور کے وقت کے متعلق فرمایا: "وَ اَمَّا ظُهُورُ الْفَرَجِ فَاِنَّهُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى ذِكْرُهُ وَ كَذَبَ الْوَقَّاتُونَ" یعنی جہاں تک ظہور کا تعلق ہے تو یہ خداوند عالم کے حکم پر منحصر ہے اور وقت کا تعین کرنے والے جھوٹے ہیں۔" (۱۴۰)

ظہور کا وقت معین کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ظہور کے وقت کا بالکل صحیح اور دقیق تعین اس طرح کے تعیین وقت کو ائمہ معصومین نے جائز قرار نہیں دیا ہے اور اس طرح اس کو خداوند عالم کا راز سربستہ قرار دیا ہے لیکن ایسی علامتوں کا تذکرہ کیا ہے جو ظہور کے نزدیک ہونے کی بشارت دیتی ہیں۔

ظہور کی علامتیں

وہ روایات جن میں ظہور کے قبل کے حوادث اور ظہور کی علامتوں کا تذکرہ ہے ان کی تعداد کافی ہے۔ بعض روایات میں سماجی حالات خاص کر اسلامی معاشرے کی حالت کا تذکرہ کیا گیا ہے بعض روایات میں ان علامتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جو ظہور کے نزدیک ظاہر ہوں گی۔ بعض میں غیر معمولی امور کے ظہور کا ذکر ہے۔

ان تمام روایات کی باقاعدہ بحث اور بعض روایات میں موجودہ رمز و کنایہ اور ان کی پیچیدگیوں کا تفصیلی جائزہ ایک مفصل کتاب کا متقاضی ہے۔ اس مختصر سی کتاب میں چند علامتوں کا تذکرہ کریں گے جو زیادہ واضح ہیں اور جن کا درک زیادہ آسان ہے۔

الف۔ وہ روایتیں جن میں ظہور سے قبل کے حالات کا ذکر ہے :-

(۱) ظلم و جور، فسق و فجور، گناہ و بے دینی ساری دنیا میں، خاص کر اسلامی معاشرے میں پھیل جائے گی۔ اکثر روایات میں ائمہ معصومین علیہم السلام نے امام زمانہ علیہ السلام کے قیام کی بشارت دی ہے کہ "ان بزرگوار کا قیام اس وقت ہوگا جب دنیا کے گوشہ گوشہ میں ظلم چھا جائیگا"۔ بعض روایات میں اس بات کی یاددہانی کی گئی ہے کہ ظہور امام سے قبل خاص کر ظہور کے نزدیک اسلامی معاشروں میں فسق و فجور، گناہ اور بُرائیاں ہر طرف پھیل جائیں گی اور ہر طرف انھیں کا دور دورہ ہوگا۔ من جملہ ان حوادث کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

شراب خواری، نشہ آور چیزیں علی الاعلان خرید و فروخت کی جائیں گی، سود خوری عام ہو جائے گی، بدکاری اور دوسرے بڑے اعمال رواج پا جائیں گے۔ سنگ دلی، جعل سازی، ہیرا پھیری، نفاق، رشوت، ریاکاری، بدعت، غیبت اور چغل خوری عام ہو جائے گی۔ بے عفتی، بے حیائی، ظلم و ستم رائج ہو جائے گا۔ بے پردہ عورتیں نامناسب لباس میں اجتماع میں نکلیں گی۔ لباس کے سلسلے میں عورت مرد سے اور مرد عورت سے مشابہ ہو جائیگا امر بالمعروف اور نہی از منکر ترک ہو جائے گا۔ مومنین ذلیل و خوار، بے قدر و قیمت، غمگین اور پریشان حال ہوں گے اور ان میں اتنی طاقت نہ ہوگی کہ وہ گناہوں اور برائیوں کو روک سکیں کفر و الحاد اور بے دینی کا رواج عام ہو جائے گا اور اسلام و قرآن پر عمل نہیں ہوگا۔ اولاد والدین کی بے حرمتی کرے گی، انھیں آزار پہونچائے گی، چھوٹا بڑے کا احترام نہیں کرے گا۔ بڑا چھوٹے پر رحم نہیں کرے گا۔ صلۂ رحمی کا پاس و لحاظ نہیں رکھا جائے گا۔ خمس و زکوٰۃ کی ادائیگی نہیں کی جائے گی۔ بیگانے، کافر اور اہل باطل مسلمانوں پر مسلط ہو جائیں گے اور مسلمان ایسے حواس باختہ

ہوں گے کہ تمام باتوں میں، لباس میں، گفتار میں، کردار میں بھی ان کی تقلید کریں گے اور الٰہی حدود متروک ہوجائیں گی۔

اور بہت سے حوادث، مختلف طرز و انداز میں ائمہ معصومین علیہم السلام کی روایتوں میں ذکر کیے گئے ہیں۔(۱۴۱) تمام افراد ان حوادث کے عروج کو آخری زمانے میں خاص کر شہنشاہیت کے زمانے میں دیکھ چکے ہیں۔ ایران کی ملت مسلمہ کا اسلامی انقلاب (امید ہے کہ یہ انقلاب امام زمانہؑ کے انقلاب کا مقدمہ ثابت ہوگا) درحقیقت انھیں بُرائیوں کے خلاف تھا، اور ملت مسلمہ کو بے دینی اور گناہوں سے نجات دلانے کے لیے تھا، جس میں داخلی بے دینوں اور بیرونی سامراج کی حوصلہ افزائیوں نے اور زیادہ اضافہ کردیا تھا۔ ان چیزوں کے اثرات زندگی کے ہر شعبہ میں دیکھے جا سکتے تھے۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اکثر برائیاں ایران سے نیست و نابود ہوگئیں۔ لیکن ہم سب یہ جانتے ہیں کہ دنیا میں اور اسلامی ممالک میں یہ برائیاں، خرابیاں، اور بد اعمالیاں ابھی بھی جاری و ساری ہیں ——!

ب۔ ظہور سے پہلے کے حوادث

(۲ و ۳) "سفیانی کا خروج" اور "سفیانی فوج کا زمین میں دھنسنا"

ان علامتوں میں سے وہ علامت جس پر ائمہ معصومین علیہم السلام نے کافی تاکید کی ہے اور بڑی صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے وہ سفیانی کا خروج ہے۔ بعض روایات کے مطابق بنی امیہ کے خاندان سے اور یزید بن معاویہ بن ابوسفیان کی نسل سے بہت ہی پلید و نجس شخص ہے۔ اس کا نام "عثمان بن عنبسہ" ہے۔ اس کو خاندان نبوت و امامت اور شیعوں سے خاص دشمنی ہے۔ سُرخ چہرہ کبود چشم، چہرے پر بڑے بڑے آبلے، بدشکل، ستمگر اور خیانت کار شخص ہے شام میں۔ (یہ شام دمشق، فلسطین، اردن، حمص اور قنسرین پر مشتمل ہے)۔ قیام کرے گا، اور بہت جلد پانچ شہروں پر قبضہ کرلے گا۔ بھاری لشکر کے ساتھ عراق میں کوفہ کی طرف آئے گا۔ عراق سے شہروں میں خاص کر کوفہ اور نجف میں بڑے مظالم ڈھائے گا۔ ایک دوسری فوج مدینہ روانہ کرے گا۔ سفیانی کی

فوج مدینہ میں قتل و غارت گری کرے گی، اور پھر وہاں سے مکہ کا رُخ کرے گی۔ سفیانی کی فوج مدینہ و مکہ کے درمیان ایک میدان میں خدا کے حکم سے زمین میں دھنس جائے گی۔ اس وقت امام زمانہ ؑ بعض چیزوں کے بعد مکہ سے مدینہ اور مدینہ سے عراق اور کوفہ کی طرف روانہ ہوں گے۔ سفیانی عراق سے شام اور دمشق کی طرف فرار کرے گا۔ امام علیہ السلام اس کے تعاقب میں ایک فوج روانہ کریں گے، آخر کار بیت المقدس میں وہ ہلاک ہوگا اور اس کا سر تن سے جدا کر دیا جائے گا۔

۴۔ سید حسنی کا خروج

ائمہ علیہم السلام کی روایات کے مطابق سید حسنی شیعوں کی جلیل القدر شخصیت ہیں، جو ایران میں " دیلم اور قزوین " کی جانب سے (قزوین کے شمال کا پہاڑی علاقہ جس کے ایک حصہ کو دیلمان بھی کہتے ہیں) قیام کریں گے۔ آپ بڑے ہی خدا شناس اور عظیم المرتبت ہیں۔ امامت یا مہدویت کا ہرگز دعویٰ نہیں کریں گے۔ لوگوں کو بس اسلام اور ائمہ معصومین علیہم السلام کی سنت کی دعوت دیں گے۔ آپ کو کامیابیاں نصیب ہوں گی اور پیروکاروں کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔ اپنی جگہ سے کوفہ تک ظلم و جور اور فسق و فجور سے پاک صاف کریں گے۔ لوگ آپ کی اطاعت کریں گے اور عادل بادشاہ کی طرح حکومت کریں گے۔ جس وقت وہ اپنے فوجیوں اور دوستوں کے ہمراہ کوفہ میں ہوں گے، ان کو یہ خبر ملے گی کہ امام قائم علیہ السلام اپنے اعوان و انصار کے ہمراہ کوفہ کے مضافات میں تشریف فرما ہیں۔ سید حسنی اپنے لشکر کے ہمراہ امام علیہ السلام سے ملاقات کریں گے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سید حسنی امام کو پہچانتے ہیں لیکن اپنے لشکر کے سامنے امام کی امامت اور فضیلتوں کو واضح کرنے کے لئے انجان بن جائیں گے اور امام سے درخواست کریں گے کہ اپنی امامت کے دلائل اور وہ چیزیں دکھائیں جو انبیاء علیہم السلام سے میراث میں ملی ہیں۔ امام علیہ السلام ان چیزوں کو پیش کریں گے اور معجزات ظاہر کریں گے۔ سید حسنی امام کے ہاتھوں پر بیعت کریں گے اور ان کے پیروکار بھی امام کے ہاتھوں پر بیعت کریں گے۔ ہاں ایک گروہ جس کی تعداد چار ہزار ہوگی، وہ بیعت نہیں کرے گا اور امام کی جانب جادو کی

نسبت دے گا۔ امام علیہ السّلام کے تین دن موعظہ اور نصیحت کے بعد جب کوئی ایمان نہیں لائے گا اور بات کو قبول نہیں کرے گا، اس وقت امامؑ ان کے قتل کا حکم دیں گے اور سب کے سب امامؑ کے حکم سے قتل کر دیے جائیں گے۔ (۱۴۳)

(۵) "آسمانی آواز"

ایک بہت مشہور علامت آسمانی آواز ہے، وہ یہ کہ مکہ میں امام غائبؑ کے ظہور کے بعد ایک بہت خوفناک آواز آسمان سے سنائی دے گی جو امام کو نام و نسب کے ساتھ دنیا سے روشناس کرائے گی۔ یہ آواز خدا کی نشانیوں میں سے ہے۔ اس آواز میں لوگوں کو نصیحت کی جائے گی کہ امام کی بیعت کرو تاکہ ہدایت پاؤ، ان کے احکام کی مخالفت نہ کرو، ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ (۱۴۴)

ظہور سے پہلے ایک اور آواز سنائی دے گی، جس سے حضرت علی علیہ السلام اور ان کے شیعوں کی حقانیت ثابت ہوگی۔ (۱۴۵)

(۶) آسمان سے جناب عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا اور حضرت امام مہدی علیہ السّلام کی اقتدار کرنا:۔

بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ آسمان سے جناب عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے پیچھے نماز ادا کریں گے۔ رسولِ خداؐ نے اپنی پارہ جگر حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے ارشاد فرمایا کہ وَ مِنّا وَاللّٰہِ الَّذِی لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ مَھْدِیُّ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ الَّذِی یُصَلِّی خَلْفَہٗ عِیسَی بْنُ مَرْیَمَ۔ قسم ہے اس خدا کی جس کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں ہے کہ اس امت کے مہدی ہم سے ہیں اور انہیں کے پیچھے جناب عیسیٰ بن مریم نماز پڑھیں گے۔ (۱۴۶)

کتابوں میں اس کے علاوہ اور بھی علامتیں ذکر کی گئی ہیں۔ اب یہ کہ ساری کی ساری علامتیں ظاہر ہوں گی یا ان علامتوں میں کچھ تبدیلی ہوگی۔ اس سلسلے میں کتابوں میں تفصیلی بحث

کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ علامتیں دو طرح کی ہیں، ایک حتمی اور یقینی، دوسرے غیر حتمی اور غیر یقینی۔ حتمی اور یقینی علامتیں ضرور ظاہر ہوں گی۔

بعض روایات میں فرمایا گیا ہے کہ اس بات کا بھی امکان ہے کہ حتمی اور یقینی علامتوں میں بھی تبدیلی واقع ہو جائے، وہ چیز جس میں کوئی تغیر اور تبدل نہیں ہوگا وہ اللہ کا وعدہ ہے اور "ان اللہ لا یخلف المیعاد" خدا وعدہ خلافی نہیں کرتا (۱۴۷) ظاہر سی بات ہے، وہ روایات جن کی رو سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یقینی علامتوں میں بھی تبدیلی ہو سکتی ہے ان روایات سے شیعہ معاشرہ میں انتظار کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور انھیں اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ ہمیشہ انتظار کرتے رہیں اور خود کو ہمیشہ آمادہ رکھیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ علامتیں ظاہر نہ ہوں اور ظہور ہو جائے۔

قیامِ امام علیہ السّلام

حضرت امام مہدی علیہ السّلام کے قیام کے متعلق جو روایتیں ائمہ معصومین علیہم السلام سے وارد ہوئی ہیں ان سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ:

ایک طولانی غیبت کے بعد خدا کے حکم سے مکہ میں خانہ کعبہ کے کنارے (حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان) حضرت مہدی علیہ السلام ظہور فرمائیں گے۔ رسولؐ خدا کا پرچم، تلوار، عمامہ اور لباس ان کے پاس ہوگا۔ فرشتگان الٰہی ان کی مدد کریں گے۔ خشمگین اور خون بہا طلب کرتے ہوئے قیام فرمائیں گے۔ خدا اور دینِ خدا کے دشمنوں کو بے دھڑک قتل کریں گے اور ستم گروں سے انتقام لیں گے۔

امامؑ کے مخصوص یار و انصار کی تعداد تین سو تیرہ (۳۱۳) ہے جو مکہ میں ان کے ہاتھوں پر بیعت کریں گے۔ ایک مدت تک مکہ میں قیام فرمائیں گے، اس کے بعد مدینہ کی طرف روانہ ہوں گے۔ ان کے اعوان و انصار مرد میدان، جنگ جو، صالح، باایمان، عابد شب زندہ دار، مرد مجاہد اور توانا دل ہوں گے، خدا کی اطاعت میں ہمہ تن مشغول جس طرف رخ کریں گے کامیاب ہوں گے۔

مدینہ میں قیام کے بعد امام علیہ السلام اپنی فوج کے ہمراہ عراق اور کوفہ کی طرف روانہ ہوں گے۔ کوفہ میں سید حسنی سے ملاقات ہوگی۔ سید حسنی اپنی فوج کے ساتھ امام کے ہاتھوں پر بیعت کریں گے۔ عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہوں گے، امامؑ کی مدد کریں گے اور امامؑ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

امام علیہ السلام کی حکومت کا مرکز کوفہ ہے۔ امامؑ تمام دنیا کو فتح کریں گے۔ ساری دُنیا میں اسلام نافذ کریں گے۔ دین خدا کی تجدید کریں گے۔ اسلام کے تابندہ چہرے کو بے جا رسم و رواج کے غبار سے پاک صاف کریں گے۔ خدا کی کتاب اور رسُول خداؐ کی سنّت کے مطابق عمل کریں گے اور حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی طرح سادہ لباس اور سادہ غذا استعمال کریں گے۔

امامؑ کی حکومت کے زمانے میں زمین کی برکت، ثروت، نعمت، میوہ اور اناج میں بے پناہ اضافہ ہوگا، فقر کا خاتمہ ہوگا، لوگ اس قدر خوش حال زندگی بسر کریں گے کہ زکوٰۃ اور صدقہ لینے والا کوئی نہ ملے گا، جس کو بھی دیا جائے گا وہ قبول نہ کرے گا۔ امامؑ کے نزدیک رہنے کا شرف حاصل کرنے کے لئے لوگ کوفہ میں اتنی زیادہ سکونت اختیار کریں گے کہ امام کے پیچھے نماز ادا کرنے کے لئے اتنی زیادہ وسیع مسجد بنائی جائے گی کہ اس کے ہزار در ہوں گے۔

امامؑ کی حکومت کے زمانے میں ہر طرف اس قدر امن و امان ہوگا کہ اگر کوئی بوڑھی عورت اپنے سر پر زر و جواہر سے لبریز طشت لے کر ایک شہر سے دوسرے شہر جائے گی تو کوئی مزاحمت نہیں کرے گا اور اس کے سرمائے کو لالچ کی نگاہ سے نہیں دیکھے گا۔

زمین اپنے خزانوں اور دفینوں کو امام علیہ السلام کے لئے ظاہر کردے گی۔ امام تمام ستم رسیدہ افراد کی بستیوں کو آباد کریں گے۔ جس وقت امام قیام فرمائیں گے خداوند عالم ان کے اعوان و انصار اور پیروکاروں کے کان اور آنکھ کو اتنا زیادہ تیز کردے گا کہ امام اور ان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہوگی۔ جب امام ان سے گفتگو کریں گے وہ امام کی گفتگو سنیں گے اور

امام کو دیکھیں گے بھی اجب کہ امام اپنے مرکز پر ہوں گے۔ حضرت کے ظہور کے وقت خداوند عالم اپنا دست لطف وکرم بندوں کے سروں پر رکھے گا جس سے ان کی عقلیں کامل ہو جائیں گی۔

حضرتؑ لوگوں کے درمیان جناب داؤدؑ اور رسول خداؐ کی طرح حکم کریں گے، اور جو کچھ رسول خداؐ نے انجام دیا ہے انجام دیں گے۔ رسولؐ خدا کی طرح جاہلی آداب ورسوم کو ختم کریں گے اور اسلام کو حیات نو عطا کریں گے۔ (۱۴۸)

اللھم صل علیه وعلی اٰبائه الطاهرین وعجل فرجه الشریف وسهل مخرجه واقض جمیع حوائجه برحمتك یا ارحم الراحمین۔

واٰخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

مآخذ

(۱) کمال الدین صدوق ج ۱ ص ۲۰۳-۲۰۴-۲۰۴، ج ۲ ص ۴۹، ۱۵۹-۱۶۰

(۲) بحار ج ۵۱ ص ۳۱-۳۴، کافی ج ۱ ص ۳۳۲-۳۳۳، باب نہی از اسم۔ کمال الدین ج ۲ ص ۲-۸-۴۹
۳۶۱-۳۶۲۔ حضرت کے مخصوص نام (م۔ح۔م۔د) کے بارے میں علماء میں اختلاف ہے۔ بعض علماء جیسے شیخ انصاری نے مکروہ کہا ہے، اور دوسرے سابق علماء جیسے شیخ طوسی نے بالکل حرام قرار دیا ہے، اور بعض علماء جیسے حاجی نوری تفصیل کے قائل ہیں کہ مجلس و محفل میں نام لینا حرام ہے
(نجم الثاقب ص ۳۸)

(۳) محدث نوری علیہ الرحمہ اپنی کتاب "نجم الثاقب" میں تحریر فرماتے ہیں کہ ذخیرہ اور تذکرہ میں یہ بات مذکور ہے کہ برہمنوں کی کتاب "وید" میں آنحضرت کا نام "منصور" درج ہے اور اس کتاب کے بارے میں ان کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ کتاب آسمانی کتاب ہے۔ شیخ فرات بن ابراہیم کوفی اپنی تفسیر میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کریمہ ـــــ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطَانًا ه کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس سے امام حسین علیہ السلام مراد ہیں اور وہ مظلوم قتل کیے گئے ہیں، اور اس آیۃ ـ فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ه کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے امام مہدی علیہ السلام کا نام "منصور" لکھا ہے جس طرح سے پیغمبر کو احمدؐ، محمدؐ اور محمودؐ کے نام سے یاد کیا ہے اور جس طرح جناب عیسٰی کو مسیح کہا ہے۔ (بحار ج ۵۱ ص ۳۰) اس آیۃ میں امامؑ کو منصور کہا گیا ہے اس کی وجہ شاید وہ ہو جس کا ذکر زیارت عاشورہ میں کیا گیا ہے فَاَسْئَلُ اللّٰهَ الَّذِىْ اَكْرَمَ مَقَامَكَ وَاَكْرَمَنِىْ اَنْ يَرْزُقَنِىْ طَلَبَ ثَارِكَ مَعَ اِمَامٍ مَنْصُوْرٍ مِنْ اَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ ؐ (نجم الثاقب ص ۴۰) اور اسی طرح کا جملہ دعائے ندبہ میں

بھی ملتا ہے کہ "اَینَ الْمَنصُورُ عَلیٰ مَنِ اعْتَدیٰ علیہ۔"

(۴) بشارات عہدین ص ۲۴۵

(۵) بشارات عہدین ص ۲۵۸ (اسی کتاب کے ص ۲۴۳ کے حاشیہ میں مذکور ہے کہ صاحبان تاریخ لکھتے ہیں "جاماسب" "گشتاسب بن لہراسب" کا بھائی تھا اور اس نے زردشت کے پاس تعلیم حاصل کی تھی)۔

یہاں یہ یاددہانی مناسب ہوگی کہ جاماسب کی کتاب میں جو تحریر ہے یہی مضمون ہماری احادیث میں بھی موجود ہے۔ خصال صدوق میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے یہ روایت ملی ہے کہ امام نے فرمایا وَلَوقَدْ قَامَ قَائِمُنَا لَأَنْزَلَتِ السَّمَاءُ قَطْرَهَا وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ نَبَاتَهَا وَ لَذَهَبَتِ الشَّحْنَاءُ مِنْ قُلُوبِ الْعِبَادِ، وَاصْطَلَحَتِ السِّبَاعُ وَالْبَهَائِمُ" (منتخب الاثر ص ۴۷۳۔۴۷۴) جس وقت ہمارے قائم کا ظہور ہوگا آسمان سے بارش ہوگی اور زمین اپنی شادابیوں کو ظاہر کردے گی، بندگان خدا کے دل کدورت سے پاک ہوجائیں گے اور درندے اور چوپائے ایک ساتھ رہیں گے۔

(۶) بشارات عہدین ص ۲۳۸

(۷) سفر تکوین (۱۷۔۲۰)

(۸) مزمور ۳۷، بند ۳۷۔۱۰، کتاب مقدس طبع ۱۹۰۱ "مزامیر" وہی زبور داؤد ہے۔ توریت کے عربی ترجموں میں یہ صراحت کردی گئی ہے اور المنجد میں زبور کے تحت لکھا ہے کہ زبور وہی جناب داؤد کی مزامیر ہے۔

(۹) سورہ انبیاء آیۃ ۱۰۵

(۱۰) سورۂ اسریٰ کی آیت ۵۵ میں ہے کہ ہم نے داؤد کو زبور عطا کی۔

(۱۱) سورۂ انبیاء کی آیت ۴۸ اور ۴۸ میں توریت کو ذکر کیا گیا ہے۔

(۱۲) سورہ نور آیۃ ۵۵۔

(۱۳) سورۂ قصص آیت ۵

(۱۴) الامام المہدی تالیف علی محمد علی دخیل، ص ۴۰۔ ۴۷، کتاب نوید امن و امان ص ۹۱ میں ۳۳ اصحاب کا ذکر کیا ہے۔

(۱۵) الغدیر ج ۲ ص ۲۰۳۔ ۲۰۱ طبع بیروت

(۱۶) الغدیر ج ۲ ص ۲۴۷

(۱۷) الغدیر ج ۲ ص ۳۶۰، فصول المہمہ ص ۲۹۴ طبع نجف

(۱۸) الفصول المہمہ ص ۲۵۱

(۱۹) کتاب المہدی کے صفحہ ۱۱۳ کے بعد کے صفحات ملاحظہ ہوں

(۲۰) اعلام الوریٰ ص ۴۴۳

(۲۱) کتاب "نوید امن و امان" میں ۱۶۰ افراد کا تذکرہ ہے ص ۹۲۔ ۹۵، اور کتاب "المہدی المنتظر" تالیف محمد حسن آل یسین ص ۸۰۔ ۸۲ میں ۲۸ افراد کا ذکر ہے۔

(۲۲) اثبات الھداۃ ج ۷، ص ۱۹۸ ۔ ۲۰۶، مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۸۴، ۹۹، ۴۴۸، ج ۲ ص ۲۷، ۳۷۔ من جملہ تمام روایات یہ روایت بھی اس میں موجود ہے کہ: ابشرکم بالمھدی یبعث فی امتی علی اختلاف من الناس وزلازل یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت جوراً وظلما۔ ج ۲ ص ۳۷

(۲۳) اعلام الوریٰ ص ۴۴۴، اثبات الھداۃ ج ۷، ص ۵۳

(۲۴) اعلام الوریٰ ص ۴۴۳

(۲۵) کتاب نوید امن و امان میں ۳۲ افراد کا تذکرہ ہے اور کتاب "مہدی اہل بیت" میں اہم سُنّی علماء اور ۱۱۰ شیعہ علماء کا تذکرہ ہے اور کتاب "المہدی المنتظر" کے ص ۲۱۔ ۲۴ پر ۱۴ کتابوں کا ذکر ہے

(۲۶) "المہدی المنتظر" ص ۲۱، کتاب الفہرست شیخ طوسی ص ۱۷۶، مطبوعہ دانش گاہ مشہد

(۲۷) فہرست شیخ طوسی ص ۳۰۱۔ ۲۸۴

(۲۸) کتاب نویدِ امن و امان کے صفحہ ۹۰ پر اہلِ سُنّت کے ۱۷ جلیل القدر علماء کا تذکرہ ہے۔

(۲۹) المہدی المنتظر ص ۸۵

(۳۰) امام مہدی ص ٦٦

(۳۱) مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۹۹

(۳۲) مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۳۷٦ ـ ۴۳۰

(۳۳) ینابیع المودۃ ص ۴۹۴، آٹھواں ایڈیشن طبع کاظمیہ

(۳۴) مستدرک علی الصحیحین ج ۴ ص ۵۵۷

(۳۵) ینابیع المودۃ ص ۴۹۲

(۳٦) ینابیع المودۃ ص ۴۹۱

(۳۷) مسند احمد بن حنبل ص ۴۴۸

(۳۸) ینابیع المودۃ ص ۴۴۸

(۳۹) ینابیع المودۃ ص ۳٦۷

(۴۰) اصول کافی ج ۱ ص ۳۳۷

(۴۱) اصول کافی ج ۱ ص ۳۳۸

(۴۲) اصول کافی ج ۱ ص ۳۳۸

(۴۳) اصول کافی ج ۱ ص ۳۴۰

(۴۴) اصول کافی ج ۱ ص ۳۴۲

(۴۵) اعلام الوریٰ ص ۴۲۵

(۴٦) کمال الدین ص ۳۲۲، باب ۳۱ حدیث ۳ طبع آخوندی

(۴۷) کمال الدین ص ۳۴۳ باب ۳۳ حدیث ۲۵

(۴۸) کمال الدین ص ۳۵۰ باب ۳۳ حدیث ۴۴

(۴۹) اثبات الھداۃ ج ۷ ص ۲۸ ۔ ۳۲۷ نقل از غیبت نعمانی

(۵۰) اصول کافی ج ۱ ص ۵۱۴ ، ارشاد مفید ص ۳۲۶ بعض روایتوں میں سن ولادت ۲۵۶ ہجری ذکر ہوا ہے اس کے لئے کمال الدین ج ۲ ص ۹۷ ۔ ۱۰۶ ، بحار ج ۱۵ ص ۱۵۔۱۶ کو دیکھا جائے ۔

(۵۱) بحار ج ۱۵ ص ۲

(۵۲) بحار ج ۱۵ ص ۱۲

(۵۴) بحار ج ۵۱ ص ۱۱-۶، غیبت شیخ طوسی ص ۱۲۴-۱۲۸، اکمال الدین ج ۲ ص ۹۰-۹۶

(۵۵) بحار ج ۵۱ ص ۲۵

(۵۶) بحار ج ۵۱ ص ۱۲-۱۴، اکمال الدین جلد ۲ ص ۱۰۰-۱۰۲

(۵۷) اکمال الدین ج ۲ ص ۵۵-۵۷

(۵۸) اکمال الدین ج ۲ ص ۱۰۷

(۵۹) اکمال الدین ج ۲ ص ۱۰۴-۱۱۴، اثبات الهداة ج ۷، ص ۱۵-۲۵ اور ص ۱۴۳، بحار ج ۵۱ ص ۵

(۶۰) ارشاد مفید ص ۳۳۰

(۶۱) الکنی والالقاب ج ۱ ص ۹۱

(۶۲) امام زمانہ عج کے چار نائبوں میں سب سے پہلے نائب

(۶۳) اثبات الهداة ج ۷، ص ۲۵

(۶۴) اثبات الهداة ج ۷، ص ۱۴۳

(۶۵) رسالۂ امامت، فصل سوم ص ۲۵ نقل از "نوید امن وامان"

(۶۶) کافی ج ۱ ص ۳۳۷

(۶۷) کافی ج ۱ ص ۳۴۲

(۶۸) آیۃ اللہ سید محسن امین مرحوم نے اپنی کتاب "اعیان الشیعہ" میں غیبت صغریٰ کی مدت ۷۴ سال قرار دی ہے اور اس کی ابتدا امام زمانہؑ کی ولادت قرار دیا ہے نہ کہ امام حسن عسکری کی وفات (ج ۴ تیسری قسم ص ۱۵)

(۶۹) المهدی ص ۱۸۲

(۷۰) اعیان الشیعہ ج ۴ ص ۲۱ (تیسرا باب)

(۷۱) منتهی المقال، المهدی ص ۱۸۱

(۷۲) اعیان الشیعہ ج ۴ تیسرا باب ص ۱۶

(۷۳)۔(۷۴) کافی ج ۱ ص ۳۴۲

(۷۵) المهدی ص ۱۸۱، بحار الانوار ج ۵۱ ص ۳۴۶

(۷۶) انوار البهیہ ص ۳۲۴

(۷۷) بحار ج ۵۱ ص ۳۴۵ - ۳۴۶، غیبت شیخ طوسی ص ۲۱۶ - ۲۱۹، الکنی والالقاب ج ۳ ص ۲۳۰

(۷۸) "توقیع" یعنی حاشیہ لکھنا۔ اصطلاحاً بادشاہوں کے فرمان اور خطوط کو توقیع کہا جاتا ہے۔ شیعہ علمار کی کتابوں میں "توقیع" ان خطوط اور فرمانوں کو کہا جاتا ہے جو غیبت کے زمانہ میں امام زمانہؑ کی طرف سے صادر ہوئے ہیں۔

(۷۹) بحار ج ۵۱ ص ۳۴۹، کمال الدین ج ۲ ص ۱۸۸ حدیث ۳۸، غیبت شیخ طوسی ص ۲۱۹ - ۲۲۰

(۸۰) بحار ج ۵۱ ص ۳۴۹

(۸۱) بحار ج ۵۱ ص ۳۴۹ - ۳۵۰، غیبت شیخ طوسی ص ۲۲۰، کشف الغمہ ج ۳ ص ۴۵۷

(۸۲) (۸۳) بحار ج ۵۱ ص ۳۵۱

لہ مستجار رکن یمانی کے نزدیک اور خانہ کعبہ کے دروازے کے مقابل دوسری طرف ایک جگہ ہے جہاں گناہگار پناہ حاصل کرتے ہیں، اور وہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

(۸۴) بحار ج ۵۱ ص ۳۵۱

(۸۵) الکنی والالقاب مطبوعہ نجف ج ۲ ص ۳۶۷ - ۳۶۸

(۸۶) الکنی والالقاب ج ۳ ص ۳۶۸

(۸۷) بحار ج ۵۱ ص ۳۵۴ - ۳۵۵، غیبت شیخ طوسی ص ۳۲۶ - ۳۲۷

(۸۸) بحار ج ۵۱ ص ۳۵۲

(۸۹) بحار ج ۵۱ ص ۳۵۳ - ۳۵۴

(۹۰) بحار ج ۵۱ ص ۳۵۴

(۹۱) بحار ج ۵۱ ص ۳۵۶، غیبت شیخ طوسی ص ۲۲۷

(۹۲) بحار ج ۵۱ ص ۳۵۹، الکنی والالقاب ج ۱ ص ۹۱

(۹۳) بحار ج ۵۱ ص ۳۵۸ - ۳۶۰

(۹۴) منتہی المقال

(۹۵) الکنی والالقاب ج ۳ ص ۲۳۱، بحار ج ۵۱ ص ۳۶۱

(۹۶) غیبت شیخ طوسی ص ۲۴۲ - ۲۴۳

(۹۷) بحار ج ۵۱ ص ۳۶۰

(۹۸) "خروج سفیانی" اور "صیحہ" یہ دو علامتیں ہیں جو امام علیہ السلام کے ظہور کے وقت رونما ہوں گی

(۹۹) بحار ج ۵۱ ص ۳۶۱، غیبت شیخ طوسی ص ۳۴۲ - ۳۴۳، کمال الدین صدوق ج ۲ ص ۱۹۳

(۱۰۰) اعیان الشیعہ ج ۴ فصل ۳ ص ۲۱، قاموس الرجال ج ۷، ص ۵۱

(۱۰۱) بحار ج ۵۱ ص ۳۶۲

(۱۰۲) المہدی ص ۱۸۲ - ۱۸۳

(۱۰۳) احتجاج ص ۲۸۳

(۱۰۴) المہدی ص ۱۸۲ - ۱۸۳

(۱۰۵) ینابیع المودۃ ص ۴۹۳، نقل از المہدی ص ۲۰۱

(۱۰۶) بحار ج ۵۲ ص ۱۲۲

(۱۰۷) کتاب المہدی ص ۲۰۱ - ۲۰۲

(۱۰۸) در انتظار امام ص ۵۴

(۱۰۹) المہدی ص ۱۷۲ نقل از روضۃ الواعظین

(۱۱۰) سورہ بقرہ آیۃ ۳۰

(۱۱۱) اصول کافی ج ۱ ص ۱۹۳

(۱۱۲) اصول کافی ج ۱ ص ۱۷۸ حدیث ۲

(۱۱۳) اصول کافی ج ۱ ص ۱۷۸ حدیث ۸

(۱۱۴) سورۂ انبیاء آیۃ ۷۳

(۱۱۵) سورہ سجدہ آیۃ ۲۴

(۱۱۶) شیعہ در اسلام ص ۲۶۰ مطبوعہ کتاب خانہ بزرگ اسلامی

(۱۱۷) شیعہ در اسلام ص ۲۱۲ - ۲۱۳

(۱۱۸) منتخب الاثر ص ۲۷۱

(۱۱۹) کمال الدین ج ۱ ص ۲۶۵

(۱۲۰) غیبت شیخ طوسی ص ۱۷۰ مطبوعہ تہران

(۱۲۱) غیبت شیخ طوسی ص ۱۷۲، بحار ج ۵۱ ص ۳۱۲

(۱۲۲) بحار ج ۵۱ ص ۳۱۲، غیبت شیخ طوسی ص ۱۷۲

(۱۲۳) غیبت شیخ طوسی ص ۱۷۸ - ۱۸۰، بحار ج ۵۱ ص ۳۱۶ - ۳۱۷

(۱۲۴) غیبت شیخ طوسی ص ۱۷۰ - ۱۷۱، بحار ج ۵۱ ص ۳۱۰ - ۳۱۱

(۱۲۵) بحار ج ۵۱ ص ۳۲۸

(۱۲۶) غیبت شیخ طوسی ص ۱۸۸، بحار ج ۵۱ ص ۳۲۴ - ۳۲۵

(۱۲۷) اعلام الوریٰ ص ۴۲۵

(۱۲۸) نجم الثاقب ص ۲۱۱ - ۲۰۹

(۱۲۹) نجم الثاقب ص ۲۱۱ - ۲۰۹

(۱۳۰) اصالت مہدویت ص ۷

(۱۳۱) عمامہ کا سرا جس کو گردن کے نیچے سے نکال کر کاندھے پر ڈالتے ہیں

(۱۳۲) بنی عباس کا ایک خلیفہ جس نے ۶۲۳ھ سے ۶۴۰ھ تک حکومت کی

(۱۳۳) اس سے سید رضی الدین معروف بہ ابن طاؤس مراد ہیں

(۱۳۴) نجم الثاقب ص ۲۳۱ - ۲۲۸

۱۳۵۔ اثبات الهداۃ ج ۷، ص ۳۶۲۔ نقل از کتاب رسالت النجوم مرحوم سید بن طاؤس

۱۳۶۔ " " ج ۷، ص ۳۵۵

۱۳۷۔ " " ج ۷، ص ۳۸۳

۱۳۸۔ " " ج ۷، ص ۳۷۸

۱۳۹۔ غیبت۔ شیخ طوسی ص ۲۶۱۔ ۲۶۲

۱۴۰۔ کمال الدین ج ۲ ص ۱۶۰ حدیث ۴۲

۱۴۱۔ روضہ کافی ص ۳۶۔ ۴۲، اثبات الهداۃ ج ۷، ص ۳۹۰۔ ۳۹۱، بحار ج ۵۲ ص ۲۵۴، کفایۃ الموحدین ج ۲ ص ۸۴۴۔ ۸۴۶، منتہی الآمال زندگانی امام دوازدہم ص ۱۰۶۔ ۱۰۷، اور بہت سی دوسری کتابوں کی طرف رجوع کیا جائے جن میں ان علامتوں اور حوادث کا ذکر کیا گیا ہے۔

۱۴۲۔ منتہی الآمال زندگی امام دوازدہم ص ۱۰۲۔ ۱۰۳، اثبات الهداۃ ج ۷، ص ۳۹۸۔ ۴۱۷، غیبت نعمانی باب ۱۴، در علامت ظهور از ص ۲۴۷۔ ۲۸۳، غیبت طوسی علامات ظهور ص ۲۶۵۔ ۲۸۰، روضہ کافی ص ۳۱۰، حدیث ۴۸۳۔ بحار ج ۵۲ ص ۱۸۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۹۔ اور علامات ظهور کے متعلق دیگر صفحات ۱۸۱ سے ۲۷۸ تک۔ کفایۃ الموحدین ج ۴ ص ۸۴۱۔ ۸۴۲

۱۴۳۔ منتہی الآمال زندگی امام دوازدہم ص ۱۰۴۔ ۱۰۳، بحار ج ۵۳ ص ۱۵۔ ۱۶، کفایۃ الموحدین ج ۲ ص ۸۴۲۔ ۸۴۳

۱۴۴۔ منتہی الآمال زندگی امام دوازدہم ص ۱۰۲، غیبت طوسی ص ۲۷۴، اثبات الهداۃ ج ۷، ص ۴۲۴، غیبت نعمانی ص ۲۵۷ حدیث ۱۴۔ ۱۵ اسی کتاب کے چودھویں باب کی حدیثیں، کفایۃ الموحدین ج ۲ ص ۸۴۰، روضہ کافی ص ۲۰۹۔ ۲۱۰ حدیث ۲۵۵ اور ص ۳۱۰ حدیث ۴۸۳، بحار الانوار ج ۵۲ ص ۱۸۱۔ ۲۷۸

۱۴۵۔ اثبات الهداۃ ج ۷، ص ۳۹۹۔

۱۴۶۔ اثبات الهداۃ ج ۷، ص ۴۱۴

۱۴۷۔ اثبات الهداۃ ج ۷، ص ۴۲۱

۱۴۸۔ بحار الانوار ج ۵۲ ص ۲۷۹، ۲۸۳، ۳۰۵، ۳۰۷، ۳۱۰، ۳۴۰، ۳۴۶، ۳۵۲، ۳۵۴، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۴، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۷۸۔ ج ۵۳ ص ۱۲۔ اکمال الدین ج ۲ ص ۳۶۷۔ ۳۶۸، کشف الغمہ ج ۳ ص ۳۶۰، ۳۶۵، ارشاد مفید ص ۳۴۱، ۳۴۴۔ غیبت نعمانی ص ۲۳۱۔ ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۸، ۲۴۳، ۲۸۱، ۲۸۲۔ غیبت شیخ طوسی ص ۲۸۰، ۲۸۶۔ منتخب الاثر ص ۴۸۲۔

رہنمائے کتاب

ملنے کا پتہ

امامیہ آرگنائزیشن،
۷- عزاخانہ زہرا، عامل کالونی نمبر ۱،
سولجر بازار، کراچی - ۵
پاکستان

ادارہ نور اسلام،
امامباڑہ، فیض آباد، یوپی،
ہندوستان

ناشر

مؤسسہ در راہ حق

پوسٹ بکس نمبر ۵، قم، ایران